''الحزب الاعظم'' اور ''مناجات مقبول'' کا امتزاج ایک نئی ترتیب کے ساتھ...... ★ رحمتوں کی موسلا دھار بارش......درود شریف......فضائل......فوائد، آداب اور مستند مجموعات...... ★ ہر پریشانی کا یقینی حل......قرآنی عملیات و وظائف...... اسماء الحسنیٰ اور ان کے مجرب خواص...... ★ اکابر سے منقول اوراد و وظائف کا انمول خزانہ...... ★ ''رنگ و نور'' میں شائع ہونیوالے مفید عام وظائف، تعوذات اور دعائیں...... ★ ہر غم سے نجات، ہر نعمت کی چابی......استغفار......فضائل اور استغفار کی قرآن و حدیث سے مأثور (۱۰۰) دعائیں......

ایک منفرد مجموعہ ★ دین اسلام کا جامع خلاصہ......چہل حدیث جہاد، اسماء البدریین اور بہت کچھ

ایک ایسی جامع کتاب جو آپ کو بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دے گی

چراغِ طور بن کر سینۂ ظلمت میں جلنا ہے
شبِ تاریک کو صبحِ منور میں بدلنا ہے

اعلاءِ کلمۃ اللہ کا پُر جوش داعی
افکارِ شاہ ولی اللہؒ کا علمبردار
قافلۂ سید احمد شہیدؒ کا حدی خواں

طلبہ کی نظریاتی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ المرابطون

الاسلام

لاہور پاکستان

قیمت فی شمارہ 30 روپے
سالانہ زرتعاون 300 روپے

Email: almorabetun@yahoo.com

ناشر محمد زاہد
مطبع علی پریس، لاہور

عکسِ مضامین

6 — انتخاب لاجواب — ادارہ
7 — صدائے المرابطون — مفتی محمد منصور احمد
9 — ایک کا غلام — امیر المجاہدین حضرت مولانا محمد مسعود ازہر
12 — نفاذِ شریعت — محمد عمر فاروق
20 — تاریخِ افغانستان — محمد خلیل اللہ
24 — امیر المومنین کا طرزِ حکومت — محمد عبد الرحمن
38 — مجددِ عصر — بخاری لوہانی
42 — حضرت ملا محمد عمر اور خاندان — زبیر طیب
44 — ایک پیاری ملاقات — مولانا محمد عارف
50 — امیر المومنین اور طلباء کرام — نجم الثاقب
53 — وفائیں ہماری یاد کروگے — محمد کامران طالب
65 — نعمتِ الٰہی — رضی اللہ
67 — ٹوٹ گیا یہ سازِ چمن — محمد سلمان اقبال
70 — "المرابطون" تحریک — مدجلیل
72 — شب وروز — رضی اللہ

اللہ تعالیٰ ﷻ نے فرمایا

جو ایمان لایا اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور کام کیے نیک تو اُن کے لیے اجر ہے اُن کا ثواب اُن کے رب کے پاس، اور نہیں اُن پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قرآن کو پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش بن کر آئے گا۔ (صحیح مسلم)

حمد باری تعالیٰ

ہر لمحہ ہم پہ یارب ہے لطفِ عام تیرا
لَب پہ رہے ہمیشہ ذکرِ دوام تیرا
جن وبشر ملائک سارے ہیں تیری خلقت
سارے جہاں میں کیا کیا ہے انتظام تیرا
شاہ و گدا سبھی ہیں محتاج تیرے یکسر
گرچہ نہیں وہ لیتے غفلت میں نام تیرا
ہے کافروں کا شیوہ مایوس تجھ سے ہونا
دیتا ہے یہ شہادت سچا کلام تیرا
رحمت کی وسعتوں میں تو ڈھانپ لے ہمیں بھی
تو ہے کریم آقا ستار نام تیرا
صدقے حبیب ﷺ کے تو عاجز ولیؔ کی سن لے
رو رو کے کہہ رہا ہے آقا! غلام تیرا

ہدیہ عقیدت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دل کی دنیا میں ہے روشنی آپ ﷺ سے
ہم نے پائی نئی زندگی آپ ﷺ سے
کیوں نہ نازاں ہوں اپنے مقدر پہ ہم
ہم کو ایماں کی دولت ملی آپ ﷺ سے
کل بھی معمور تھا آپ ﷺ کے نور سے
ہے منور جہاں آج بھی آپ ﷺ سے
دشمنوں پر بھی در رحمتوں کا کھلا
راہ و رسمِ محبت چلی آپ ﷺ سے
دل کا غنچہ چٹکتا ہے صَلِّ علیٰ
اپنے گلشن میں ہے تازگی آپ ﷺ سے
ختم ہے آپ ﷺ پر شانِ پیغمبری
یہ روایت مکمل ہوئی آپ ﷺ سے

انتخاب......لاجواب!

یادگار ملاقات

امیر المؤمنین نے مہمانوں سے انتہائی دھیمے انداز میں خیر وعافیت دریافت کی اور پھر باقاعدہ گفتگو کا آغاز ہوا۔ گفتگو کے دوران طالبان حکومت کی داخلی وخارجی پالیسیوں کے بارے میں مختصر مگر سیر حاصل بات چیت ہوئی۔ ملا عمر صاحب نے آنے والے مہمانوں کے مشورے خندہ پیشانی سے سنے اور مختصر الفاظ میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ گفتگو کے دوران جب بعض مہمانوں نے طالبان کے راہنما کو مشورہ دیا کہ وہ بیرونی دنیا میں طالبان کیلئے رائے عامہ ہموار کرنے کیلئے طالبان کے اعلیٰ عہدیداروں پر مشتمل ایک باقاعدہ وفد ترتیب دیں تو ملا صاحب نے جواب دیا کہ یہ کام اگر آپ لوگ کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ طالبان کے حق میں اپنوں سے زیادہ غیروں کی گواہی مؤثر ہوسکتی ہے۔

ملا صاحب سے ہمارے وفد کی گفتگو تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہی اور پھر ہم نے ان سے رخصت ہونے کیلئے اجازت چاہی۔ رخصت کرتے ہوئے انہوں نے ایک مرتبہ پھر سب سے معانقہ کیا۔ اس موقع پر ہمارے ایک دوست نے جب ان سے کہا کہ ''دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائیں'' تو انہوں نے بڑی سنجیدگی سے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ کو وہ مقام عطا فرمائیں جو انہیں پسند ہو'' اور پھر ہم سب امیر المؤمنین سے رخصت ہوگئے۔

امیر المؤمنین سے ملاقات کے بعد ہم والی کوٹھی سے نکلے......پھر دو چار دن بعد افغانستان سے بھی لوٹ آئے اور بالآخر ایک دن ایسا بھی آیا جب یہ اندوہناک خبریں سننے کو ملیں کہ طالبان قندھار سے چلے گئے ہیں، اب والی کوٹھی کی عمارت ان کے بجائے ان کے دشمنوں کے قبضے میں ہے اور شہر کی سڑکوں پر اب طالبان کی بجائے امریکی فوجیں گشت کر رہی ہیں۔ ان اطلاعات نے ہم سب پر بجلیاں گرائیں، دل خون کے آنسو رویا اور آنکھیں نم ہوگئیں۔ مگر مجھے یقین ہے اور بھرپور یقین ہے کہ وہ مردِ درویش آج بھی بالکل ویسے ہی سنجیدہ اور پروقار شکل وصورت کے ساتھ، سر پر عمامہ رکھے اور سادہ لباس پہنے افغانستان کے کسی پہاڑ یا صحراء میں ویسے ہی سکون واطمینان سے بیٹھا ہوگا جیسا ہم نے اس کو والی کوٹھی میں بیٹھا دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ زمین کے ٹکڑوں اور انسانوں کے سروں پر نہیں بلکہ دلوں پر حکمرانی کرتا ہے اور اس کی یہ حکمرانی آج بھی باقی ہے۔ اس کے ساتھی آج بھی اسے ایک قابل فخر امیر سمجھتے ہیں، ہزاروں نہیں لاکھوں افغان عوام اس کی راہیں تک رہے ہیں اور کروڑوں مسلمانوں کے دل صبح وشام اس کیلئے دھڑکتے ہیں۔

طالبان کے راہنما ملا محمد عمر مجاہد آج منظر عام پر نہیں ہیں، اور نہ ہی کسی کو یہ معلوم ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکر لینے والا یہ طاقتور اور بہادر انسان کہاں بیٹھ کر اپنی انمٹ جماعت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہے لیکن پھر بھی دنیا والے اس مردِ آہن کو جاننا چاہتے ہیں، اس کی طاقت کا راز سمجھنا چاہتے ہیں اور اس کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

(از: میں نے کابل بستے دیکھا، مولانا محمد مقصود احمد شہیدؒ)

امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ تو تشریف لے گئے لیکن اُن کی پاکیزہ یادیں ہر دل میں بسی ہوئی ہیں۔ اسلام نے قیامت تک رہنا ہے اور اسی لیے ہر دور میں ایسے خوش بخت اور سعادت مند لوگ آتے رہیں گے، جو اپنے کردار سے اسلامی تعلیمات کو زندہ کر کے دنیا والوں کے سامنے عملی نمونہ پیش کرتے رہیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اس کی گود کبھی بانجھ نہیں ہوئی اور جب کبھی بھی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب اُفق پر تاحد نگاہ سیاہی پھیل چکی ہے اور گھٹا ٹوپ اندھیروں نے ماحول کو اپنے خوف و دہشت میں جکڑ رکھا ہے، تو اچانک ہی کہیں سے کوئی شخصیت، روشن صبح کے طلوع ہونے کی نوید لیے نمودار ہوتی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر سُو اسلامی تعلیمات کا نور جگمگانے لگتا۔

امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر مجاہدؒ نے ایک ایسے دور میں اسلام کے طرزِ حکمرانی کو زندہ کیا اور لوگوں کے سامنے تاریخ اسلام کے عظمتِ رفتہ کی صحیح تصویر پیش کی، جب اسلامی ممالک بادشاہت اور جمہوریت کے چکروں میں الجھے ہوئے تھے۔ بادشاہت ایسی کہ جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اور جمہوریت ایسی کہ جس میں عوام کی بد حالی دیکھ کر بدترین آمریت بھی شرما جائے۔ انہوں نے لفظی بحثوں میں الجھنے کے بجائے اپنے کردار سے ایسی روشن روایات قائم کیں، جن سے عرصہ ہوا مسلمان حکمران محروم ہو چکے تھے۔

آج کے مسلمان نے چونکہ اسلام کے عادلانہ نظامِ حکومت کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، اس لیے " **الامام العادل** " کا مقام و مرتبہ بھی رفتہ رفتہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور یوں سمجھا جانے لگا کہ " **اسلامی حکومت** " بھی دنیا کا گورکھ دھندہ ہے، اس کا بھلا دین سے کیا تعلق اور اس پر فائز شخص کی کیسی فضیلت؟ پھر آہستہ آہستہ مزاج یہ بننے لگا کہ مسلمان کا کام تو بس اپنی انفرادی عبادات بجا لانا ہے اور اس سے زیادہ کچھ سوچنا دنیاداری ہے، جس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے۔

قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اصل صورت حال یہ ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کرنا، نہ صرف یہ کہ بہترین عبادت ہے بلکہ خالقِ کائنات جلّ شانہ کی خلافت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و جانشینی بھی ہے۔ جو شخص کسی مملکت میں اسلام کا نظام نافذ کرے، وہاں کے رہنے والوں کو اسلام کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع دے اور اپنی حکومت کو حضرات خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کی طرز پر چلائے، وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مقبول ترین بندہ ہے۔ وہ مشہور حدیث جس میں سات قسم کے بندوں کو روزِ قیامت عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہونے کا ذکر ہے، اُن میں سب سے پہلا نمبر " الامام العادل " کا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ ، الفصل الاول)

اسی بناء پر اسلام کی نظر میں حکومت اور اقتدار پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں بھرا راستہ ہے۔ یہ مطلق العنانی کا ذریعہ نہیں بلکہ اطاعتِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔ یہ عیاشی کی نت نئی صورتیں ایجاد کرنے کا نام نہیں بلکہ سادہ طرزِ زندگی اور مجاہدۂ نفس سے عبارت ہے۔

بلاشبہ ملا محمد عمر مجاہدؒ جیسی شخصیات کبھی نہیں مرتیں اور ایسے بلند کردار کبھی فنا نہیں ہوتے۔ البتہ خوش قسمت لوگ ان کے تذکرے سے اپنے لیے راہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے منزل مراد پا جاتے ہیں۔ اگر ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں کا درست اور مبنی بر حقائق تجزیہ کیا گیا تو یقیناً مؤرخ ان کا نام بغیر کسی جھجک کے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جیسے عظیم مسلم جرنیلوں کے ساتھ لکھے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے بارے میں ایک مشہور شعر ہے:

اعد ذکر نعمان ،اعد ان ذکرہ

ھو المسک ما کررتہ یتضوع

(آپ بار بار ان کا تذکرہ کریں کہ ان کا ذکر خیر تو مشک خوشبو کی طرح ہے کہ اس کو جتنا رگڑو اور ملو، اس کی مہک بڑھتی ہی جاتی ہے)

حضرت ملا محمد عمر مجاہدؒ کا تذکرہ بھی یقیناً ایسا ہی عطر افزاء اور مشکبار ہے۔

ماہنامہ "المربطون" ایک قومی اور ملی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے یہ "مشک" آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی ایمان افروز مہک سے کوئی مدرسہ، کوئی جامعہ، کوئی گھر، کوئی دفتر اور کوئی گلی، کوئی قریہ محروم نہ رہے۔

"المرابطون" کی اس خصوصی اشاعت میں جن رفقاء نے جس طرح بھی تعاون کیا ہے، ربِ کریم اُن کی محنتوں کو قبول فرما کر دنیا و آخرت میں بہترین اجر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

ایک غلام کا

اللہ تعالیٰ کا وہ

''بندہ'' آیا اور پھر چلا گیا......مگر زمین کا رنگ بدل گیا......

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کر چلا گیا
خوابیدہ زندگی تھی جگا کر چلا گیا
حسن ازل کی شان دکھا کر چلا گیا
اک واقعہ سا یاد دلا کر چلا گیا
سمجھا کے پستیاں میرے اوج کمال کی
اپنی بلندیاں وہ دکھا کر چلا گیا
اپنے فروغ حسن کی دکھلا کے وسعتیں
میرے حدود شوق بڑھا کر چلا گیا
آیا تھا دل کی پیاس بجھانے کے واسطے
اک آگ سی وہ اور لگا کر چلا گیا

ہاں! یہ سچ ہے کہ وہ چلا گیا......مگر دشمنوں کو یقین نہیں آرہا...... وہ شرمندہ اور حیران ہیں کہ اُن کو کیسی مار اور کیسی عبرتناک شکست دے کر چلا گیا......اور دوستوں کو بھی یقین نہیں آرہا......وہ حیران اور افسردہ ہیں کہ......کس خاموشی سے اُن کو چھوڑ کر چلا گیا......ہاں وہ آزاد تھا، آزاد رہا اور آزاد چلا گیا......

بڑی مشکل سے پیدا اک وہ آدم زاد ہوتا ہے
جو خود آزاد اس کا ہر نفس آزاد ہوتا ہے

مسلمان جب آزاد ہوتا ہے تو......زمین کو آزادی دلاتا ہے ......مگر لوگ تو قید ہیں......کوئی شہوت کا قیدی ہے تو کوئی حرص کا......

کوئی اپنی ذات کا قیدی ہے تو کوئی اپنی اولاد کا...... کوئی اپنے نام میں قید ہے تو کوئی اپنے احترام کا...... قید ہی قید...... اب قیدی کسی کو آزادی کیا دلائے گا؟......

اسی لئے کفر پھیلتا گیا...... خلافت کا نام اور مطلب تک مسلمان بھول گئے...... اور غلامی کو فخر سمجھ لیا گیا...... تب وہ آ گیا...... اس کے پاس نہ عیاری تھی نہ دجالی...... وہ نہ ہفت لسان تھا نہ مقبول زمان...... اس کے پاس نہ جدید ٹیکنالوجی تھی...... اور نہ ہیبت ناک مشینری...... وہ نہ خطیب تھا نہ ادیب...... الغرض دور حاضر کا کوئی رائج الوقت سکہ اسکی شخصیت میں تھا اور نہ ہی اسکی جیب میں...... مگر وہ آزاد تھا...... کفر و شرک سے آزاد...... نفس پرستی اور ذاتی اغراض سے آزاد، شہرت پسندی اور مقبولیت کی چاہت سے آزاد...... جاہ اور مال کی ہوس سے آزاد......

اب ایسے آزاد بندے کی پرواز کون روک سکتا تھا؟......

ہاں! کوئی نہیں روک سکا...... اور اس نے وقت کے تیز دھارے پر ایک مضبوط بند باندھ دیا...... اور تاریخ حاضر کو تقسیم کر دیا...... دو زمانے الگ شکل کے وجود میں آ گئے......

اس سے پہلے کا زمانہ اور اس کے بعد کا زمانہ...... اس سے پہلے کے زمانے میں جو خواب دیکھنا حرام تھے...... اس کے آنے کے بعد وہ خواب بے شمار آنکھوں میں اتر آئے...... اس سے پہلے کے زمانے میں جو کچھ ناممکن قرار دے دیا گیا تھا...... اس کے آنے کے بعد وہ ہر کسی کو ممکن نظر آتا ہے...... اس سے پہلے کے زمانے میں جن کو ناقابل تسخیر سمجھ لیا گیا تھا اس کے آنے کے بعد وہ قدم قدم پر مسخر ہو رہے ہیں...... اس سے پہلے کے زمانے میں جو سر سینوں سے باندھ کر مستقل جھکا دیئے گئے تھے...... اس کے آنے کے بعد وہ سرفراز ہیں......

ہاں اس نے وقت کے دھارے کا رخ بدل دیا...... اور منہ زور سیلاب کو کاٹ دیا...... عالم کفر جو اپنی حتمی فتح کا اعلان کر کے...... اکھاڑے میں اکیلا چنگھاڑ رہا تھا...... اس کے آنے کے بعد منہ کے بل گرا اور پھر گرتا ہی چلا گیا...... اسلام کا نفاذ جو ناممکن قرار دیا گیا تھا وہ ایسا ممکن بنا کہ اب جگہ جگہ اس کے جلوے ہیں...... یہ سب کچھ کب ہوا؟...... پہلے تو ایک گلی اور محلے میں بھی برداشت نہ تھا......

مؤرخ لکھے گا کہ...... یہ سب کچھ اس کے آنے کے بعد ہوا...... اب الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے...... زمین کا نقشہ اور رنگ تیزی سے بدل رہا ہے...... اگلے دس پندرہ سال میں...... کئی ملک مٹ جائیں گے اور کئی نئے وجود پائیں گے...... تب پوچھا جائے گا یہ سب کچھ کیسے ہوا؟......

زمین کے خود ساختہ خداؤں نے تو پتھر پر لکیریں ڈال رکھی تھیں...... اُن کے گمان میں انمٹ...... اور اب وہ خلاؤں اور فضاؤں کی تسخیر میں مصروف تھے...... ملکوں کی سرحدیں ہمیشہ کے لئے طے ہو چکی تھیں...... اسلام کے لئے سریر اقتدار پر جلوہ ممنوع قرار پا چکا تھا...... انفرادی مذہب کے طور پر اجازت تھی مگر...... غیرت سے دور رہنے کی شرط کے ساتھ...... اور نفاذ کا خواب نہ دیکھنے کی ضمانت کے ساتھ...... زمین کا چپہ چپہ ناپ لیا گیا تھا اور اسے نگرانی کی آنکھ میں قید کر لیا گیا تھا...... فضاء سے زمین تک ہر ذی نفس پر مکمل نظر کا دعویٰ تھا...... اور قطرے قطرے، ذرے ذرے پر حکومت کا اعلان تھا...... ایسے

حالات میں کہاں ممکن تھا کہ...... کوئی آزادی کی ایک سانس لے...... اور پھر اس کا سانس کھینچ نہ لیا جائے مگر یکدم سب کچھ بدل گیا...... اور بدلتا چلا گیا...... اکھاڑے میں چنگھاڑتا رستم آنکھیں ملتا رہ گیا جب اس کی لنگوٹی پر وار ہوا...... وہ فرعونی طاقت اور ہیبت سے بڑھا کہ...... جہاں سے آزادی کا سانس اٹھا ہے...... وہاں ہر سانس کو بند کر دے...... مگر وہاں پہنچ کر خود اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں......

کیوں؟ آخر کیوں...... کیونکہ وہ آزاد بندہ آچکا تھا جس نے دنیا کو آزاد کرانا تھا...... اور پھر آزادی پھیلتی گئی...... اور اب پھیلتی جا رہی ہے...... ابھی تک بہت سے لوگ نہیں پہچانے...... ابھی تک بہت سے لوگ نہیں مانے...... مگر جب سب کچھ بدل جائے گا اور سب کچھ الٹ جائے گا......

تب ہر کوئی مانے گا، ہر کوئی جانے گا کہ اس ساری تبدیلی کی ''بنیاد'' وہی تھا...... ہاں وہ آزاد اور مستغنی بندہ جو جاتے وقت بھی آزاد رہا...... اور اپنے چاہنے والوں تک سے بزبان حال کہہ گیا:

پھول تربت پر مری ڈالو گے کیا
خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

نہ پھولوں کا محتاج، نہ خراج تحسین کا...... نہ خاک کا غلام نہ فلک نشینوں کا...... سب سے آزاد...... ایک اللہ تعالیٰ کا بندہ...... ایک اللہ کا غلام...... اس کے لئے میری آنکھوں اور دل کا محبت بھرا اسلام......

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارك وسلم تسليما كثيرا

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاھد رحمة الله علیه کا فرمان

''یہی ہمارا راستہ ہے اور ہم ہرگز اس سے منحرف نہ ہوں گے''

''وہ لوگ جنہیں ہماری بابت شک ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں تو ان سے التماس ہے کہ وہ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور قریب سے ہمارا اور ہماری کوششوں کا مشاہدہ کریں۔ پھر ہماری مساعی کا قرآن و سنت سے موازانہ کریں۔

پس اگر ہم قرآن وسنت کی مخالفت کر رہے ہوں تو انہیں حق حاصل ہوگا کہ وہ بھی ہماری مخالفت کریں۔ اور اگر ہم شریعت اسلامیہ کے مقرر کردہ سیدھے راستے پر ہوں تو (وہ جان لیں کہ) یہی ہمارا راستہ ہے اور ہم ہرگز اس سے منحرف نہ ہوں گے۔ اگر ہم نے اس راہ سے ذرا بھی انحراف کیا تو ہم حقیقی مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فقط نام کے مسلمان رہ جائیں گے''۔
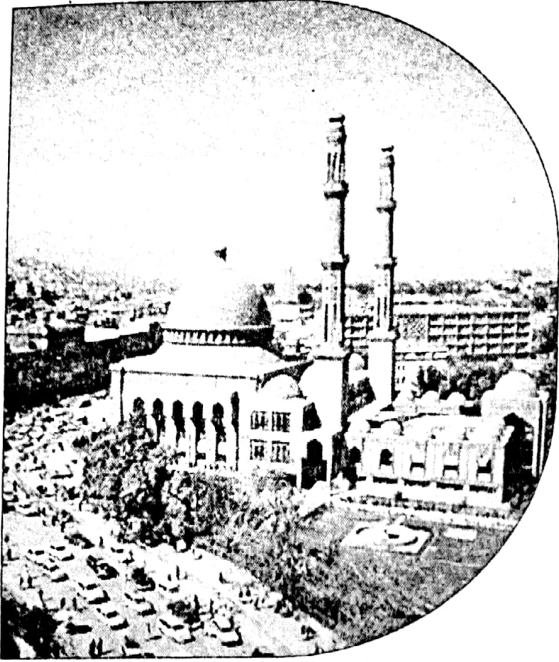
نفاذ شریعت اور امیر المومنینؒ کی خدمات

محمد عمر فاروق صادق آبادی

دنیا نے یہ مشاہدہ کرلیا کہ انسانی عقول کی کوکھ سے جس نظام نے بھی جنم لیا، ہرایک بری طرح ناکام رہا، کسی ایک کے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اس کائنات کو متوازن و درست طریقہ سے چلا سکے، کوئی بھی دستور ایسا نہیں جس نے انسانیت کی جھولی میں کوئی خاطر خواہ فوائد ڈالے ہوں۔

چنانچہ اب یہ بات ثابت ہوچکی کہ اس کائنات میں بسنے والا ہر ہر فرد اسلامی نظام کا محتاج ہے، زندگی کا سفر وحی کی اس روشنی کے بغیر ناممکن ہے، جو انسان کی رہنمائی کے لئے اسے عطاء کی گئی، اگر اس الٰہی چراغ سے پہلو تہی برتی جائے تو یہ دنیا ایک اندھیر نگری ہے، یہ جہاں ایک ظلمت کدہ ہے بلکہ اس سے بھی بدتر، وحی ہی وہ روشنی ہے جس کے دم سے یہ کائنات روشن رہ سکتی ہے، اس دنیا کا حقیقی حسن واپس لوٹ سکتا ہے، یہی وہ خدائی عطیہ ہے، جس کا مستحکم و نہایت عادلانہ نظام اس عالم کو امن سے بھر دیتا ہے، جس کی وجہ سے انصاف کی بہاریں ہر سو بسیرا ڈال لیتی ہیں، ظلم، تعدی اور سرکشی کا سیلاب تھمتا ہے، اندھیرے کافور ہوتے ہیں، ہر جانب روشنیاں بکھر جاتی ہیں، اخلاقی قدریں بلند ہوتی ہیں، شاہ و گدا کا فرق مٹتا ہے، حق لینا آسان اور حق دبانا مشکل ہو جاتا ہے، فسادی عناصر کی جڑ کٹتی ہے، رزق میں برکات کا نزول اور فراوانی پیدا ہوجاتی ہے، شر پسند دب جاتے ہیں، فتنہ انگیزوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، تعمیری و اصلاحی کوششیں و کاوشیں سامنے آتی ہیں، انسان کو انسانیت کے قریب کیا جاتا ہے، اس کے اندر کے سوئے ہوئے انسان کو جگایا جاتا ہے، تب راہزن راہنما بن کر ابھرتے ہیں، چور ڈاکو وقت کے اولیاء کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، سود کی گرم بازاری سرد پڑ جاتی ہے، غریب سکھ کیساتھ رہتا ہے، مالدار سکون کی نیند سوتا ہے، عورت کو عزت ملتی ہے، وقار میں اضافہ ہوجاتا ہے، نسلی علاقائی تعصبات کی آگ بجھ جاتی ہے، اخلاقی بگاڑ میں بہتری آتی ہے، منکرات و فواحش کا قلع قمع ہوتا ہے، ہر مذہب کا نام لیوا یکساں حقوق کا حق رکھتا ہے۔

یہ اسلامی خلافت ہے، جس کی برکات و فوائد کا نظارہ دنیا کر چکی ہے، جس کے انمٹ نقوش تاریخ کے سینے میں محفوظ

ہیں، جبکہ آج دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ کیمونزم مرچکا ہے، جمہوریت دم توڑ رہی ہے ،سرمایہ دارانہ نظام خون آشام بھیڑیے کی شکل دھار چکا ہے ،اشتراکیت تماشہ بنی کھڑی ہے ،اس وقت دنیا میں یہ سب نظام رائج ہیں، انہیں قوت اقتدار بھی حاصل ہے، کہیں پر اشتراکیت کے پنجے گڑے ہوئے ہیں، تو کہیں سرمایہ دارانہ نظام سر اٹھائے ہوئے ہے، کہیں سیکولر ازم کا راج ہے تو کہیں جمہوریت کا سکہ رواں ہے، مگر امن وامان ہر جگہ مفقود ہے، ہر فرد زندگی سے تنگ و بیزار ہے، تحفظ جان نام کی کوئی چیز نہیں، عزت وآبرو کا سوال کرنا جرم ہے، پوری معیشت سودی نظام کے پنجوں میں ہے، قانون کی لاٹھی صرف غریب پر برستی ہے، مالدار ہر قانون سے مستثنی وماوراء ہے، اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے، حیاسوزی اور فحاشی کا نام ترقی دے دیا گیا ہے، مجرم دندنا رہے ہیں، بے گناہ جیلوں میں سسک رہے ہیں، رشوت خوری، شراب نوشی، چوری، زنا اور جوابازی کا بازار گرم ہے۔

یہ ہے ان نظامہائے زندگی کا بھیانک چہرہ، جس کے زخم دن رات ہم سہہ رہے ہیں ،جسے شیطانی دماغوں نے گھڑا اوراب دنیا کا پورا کفر انہیں ہر جگہ نافذ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، جبکہ اسلام کا نظام جو امن وامان گو ہر اعتبار سے ان ناقص نظاموں سے بلند وفائق ہے، اسلامی نظام کی کرشمہ سازیاں اس کے عہد اقتدار میں دیکھی جاچکی ہیں مگر انصاف اور انسانیت کے یہ نام نہاد ہمدرد کسی خطہ زمین پر اس کے نفاذ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، حالانکہ یہ بات طے ہے کہ اس دنیا کی حالت اس وقت تک سدھر اور سنور نہیں سکتی، جب تک اسے اسلامی خلافت سے نہ مہکایا جائے، ظلم کی یہ آگ جس کا آلاؤ ہر طرف دہک رہا ہے، ہر ایک جس کی لپیٹ میں ہے، اس وقت تک نہیں بجھ سکتی جب تک خدا کی زمین پر خدا کا نظام نافذ نہ کردیا جائے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اس دور میں غلبہ اسلام اور پھر اس کے نفاذ کی عظیم خدمت حضرت امیرالمؤمنینؒ سے لی، آپ کی خوبی ہے، بلکہ کہیے کہ کامیابی کا راز ہے، کہ آپ کی تحریک نے وہی طریقہ اپنایا، جو غلبہ دین کا الہی اور نبوی طریقہ کار رہے، علم شریعت کو سینوں میں بسایا، جہاد کا علم تھاما، دین دشمن طاقتوں کو کچلا، اور صحیح ودرست بنیادوں پر ایک خالص اسلامی خلافت کھڑی کردی، ایک ایسا نقش دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے عہد فاروقی کی خوشگوار یادیں تازہ کردیں، وہ مذہب جو امن وامان کا سب سے زیادہ درس دیتا ہے، تیرہ صدیاں بعد ایک مرتبہ پھر ایسا ہوا کہ اس کی مکمل تعلیمات کا ایک مجسم نظارہ پیش کیا گیا اور بدامنی کے اس دور میں اپنی رعایا کو ایسا امن دیا کہ جسے دیکھ کر پوری دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔

حضرت امیرالمؤمنینؒ نے نفاذ شریعت کے حوالے سے جس استقامت کا مظاہرہ کیا، وہ بلاشبہ اس زمانہ میں انہی کی شان تھی، آپ کی ہر ہر کاوش قابل رشک ہے، بے شمار رکاوٹیں آئیں، جنہوں نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی، مگر آپ نے پوری جرأت اور فراست ایمانی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا، سخت سے سخت آزمائشیں آئیں مگر آپ کے پایہ استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی، نفاذ شریعت کے جس مطالبہ ومقصد پر تحریک کو اٹھایا تھا اس پر مضبوطی سے جمے رہے، ہر وہ علاقہ جو فتح

ہوتا بلاتاخیر وہاں شرعی قوانین کولاگو کردیا جاتا۔

اس سلسلے میں حضرت امیر المؤمنین ؒ نے جو اقدامات اٹھائے وہ بے شمار ہیں، تقریباً ہر وہ کام جس کا شریعت نے مسلمانوں کے امیر کو پابند بنایا، حضرت امیر المؤمنین نے اسے عملاً نافذ کرنے کی بھرپور سعی فرمائی، لہٰذا سب کا احاطہ مشکل ہے، ذیل میں فقط ایک جھلک دکھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

امیر المؤمنین کا انتخاب....شریعت کی روشنی میں

سن ۱۹۹۶ء ہے، افغانستان کی سرزمین ہے، مجاہدین کی ایک جماعت جو طالبان کے نام سے معروف ہو چکی ہے، آج ۱۵ اصوبوں کو فتح کر چکی ہے اور اب وہ لمحہ آپہنچا ہے، کہ جس نعرہ پر اس تحریک کو اٹھایا گیا تھا، اب باقاعدہ اس شرعی نظام کو نافذ کردیا جائے، مارچ کی ۲۰ تاریخ ہے، ملک بھر سے ڈیڑھ ہزار جید علماء کرام قندھار میں جمع ہیں، اس اجلاس کا مقصد ہے کہ زمام اقتدار کسے سونپی جائے، مشاورت ۲۰ مارچ سے ۱۳ اپریل تک جاری رہی، ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ (۱۴ اپریل ۱۹۹۶) کو طویل مشاورت کے بعد اعلان ہوا، ملاعمر کو ''امیر المؤمنین'' کے لقب کے ساتھ افغانستان میں طالبان کی حکومت کا متفقہ سربراہ وامیر تسلیم کرلیا گیا ہے، یادرہے کہ تقرر کا یہ طریقہ اسلام کے شورائی نظام ہی کا طریقہ ہے، بعض فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر طریقہ ہے۔

ہمارا ہدف...اسلام کا کامل نظام

اس موقعہ پر ایک تاریخی جلسہ منعقد کیا گیا، بطور امیر المؤمنین آپ نے اس موقعہ پر عوام سے پہلا خطاب کیا، جس میں نفاذ شریعت کے حوالے سے دوٹوک الفاظ میں اعلان کیا:

''سب لوگوں کے سامنے پوری صراحت سے اعلان کرتا ہوں کہ ہمارے اہداف وہی ہیں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا، جن کے لئے قرآن مجید نازل کیا گیا تھا، جن کے لئے صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا تھا اور انہیں خیر القرون کے زمانے میں نافذ کرکے دکھایا، یہ وہی اہداف ہیں جن کے لئے ہمارے پندرہ سو شہداء نے اپنا خون پیش کیا۔ یادرکھیے! ہمارا ہدف اسلام اس کامل نظام کا قیام ہے جو دنیا وآخرت میں انسان کی کامیابی کا ضامن ہے ...جو کتاب وسنت کے تمام شعبوں میں نافذ کرنے پر مشتمل ہے۔''

مستقبل نے واضح کردیا کہ یہ الفاظ محض رسمی نہ تھے بلکہ دین کی سچی کڑھن رکھنے والے مردآہن کے دل کی حقیقی آواز تھی۔

اسلامی عدالتیں اور شرعی احکام وقوانین کا اجراء

حضرت امیر المؤمنین ؒ نے نفاذ شریعت کے سلسلے میں جو اقدامات اٹھائے، ان میں سے ایک اہم اقدام اسلامی عدالتوں کا قیام تھا، قرآن وحدیث کے وہ احکام جو فقط کتابوں کے اوراق تلے دب کر رہ گئے تھے، انہیں ان شرعی عدالتوں کے ذریعے نافذ فرمایا، عالم وفاضل، قابل وباصلاحیت افراد کا بطور قضاۃ تقرر کیا جاتا، جو تمام قضیوں کا حل قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں سناتے، اسلامی عدالتوں کے اس مضبوط مستحکم اور منصفانہ نظام کی کرامت تھی کہ وہ افغانستان جو ایک طویل مدت سے ظلم وستم کی آماجگاہ بن چکا تھا، امن وامان کا جہاں نام نہ تھا، چوری وسینہ زوری کا بازار گرم تھا، آئے دن زنا واقعات رونما ہوتے، فحاشی کے اڈے جگہ جگہ قائم تھے، دیکھتے ہی دیکھتے امن کا گہوارہ بن گیا۔

بین الاقوامی سیاست کے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وسنت سے

ملک کے داخلی یا خارجی جس طرح کے معاملات کا حل ہو، حضرت امیر المؤمنینؒ نے کسی موڑ پر بھی اسلام کے دامن کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا، تمام امور کا حل قرآن وسنت سے تلاش کیا، اس حوالے سے کئی نازک موڑ آئے، جن سے طالبان حکومت کو دوچار ہونا پڑا، جہاں قرآنی حکم پر عمل کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا مگر ان بلند وباہمت افراد نے ہر خطرہ مول لیا، باوجود کمزور ہونے کہ ہر طاقت کے سامنے ڈٹے، ڈنکے کی چوٹ پر حق کی بے باک ترجمانی کی، کسی صورت میں بھی ایسا نہیں کہ حضرت امیر المؤمنینؒ نے اپنے مفادات کی خاطر اسلام سے بے وفائی کی ہو، انڈین ائرلائن کے طیارہ کے اغوا کا معاملہ ہو یا پھر شیخ اسامہ بن لادن شہید اور عرب مجاہدین کی حوالگی کا مطالبہ، ہر قضیہ سلجھاؤ میں مذہبی غمخواری کا جذبہ نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔

وڈیرانہ نظام کا سدباب

افغانستان میں جو بھی حکومت رہی، بہر حال وڈیرانہ نظام کسی نہ کسی شکل میں موجود ہی رہا، طالبان کی آمد سے قبل بھی یہ نظام خوب قوت سے چل رہا تھا، جس کی وجہ سے پورا ملک ظلم کی بھٹی میں جھلس رہا تھا، ماحول یہ تھا کہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں پر علاقہ کے بااثر وظالم کمانڈروں کا اقتدار قائم تھا، جہاں ہر آئے دن ظلم نئی شکلوں میں ابھرتا، جبرا مال کی وصولی کو وہ حضرات اپنا پیدائشی حق سمجھتے، عفت وآبروریزی ان کے ہاں پسندیدہ مشغلہ تھا، غرض ہر طرف بے راہ روی وفساد کا دھارا بہہ رہا تھا، دراصل یہی وہ شر پسند عناصر تھے جن کی فتنہ انگیزیوں کی بناء پر تحریک طالبان نے جنم لیا تھا، طالبان نے اقتدار پر آنے کے فورا بعد اس ظالمانہ نظام کا سدباب کیا، ہر وہ علاقہ جو طالبان کے قبضہ میں آتا بلا تاخیر اس فتنہ کی جڑ وہاں سے کاٹ دی جاتی، ان کا وہ اسلحہ جس کے زور پر وہ عوام کو ہراساں کیے رکھتے تھے، ضبط کرلیا جاتا، تمام انسانی حقوق کے حصول میں ہر غیر مساویانہ تقسیم کو توڑ دیا جاتا۔

آثار شرک کا خاتمہ

بامیان کے بت جو کئی ہزار صدیوں سے افغانستان میں موجود تھے، یہ بت پہاڑوں کو تراش کر بنائے گئے تھے، تاریخ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ جب بامیان کے دروازے پر پہنچے تو اہل علاقہ نے جزیہ دے کر صلح کرلی، صحابہ کرامؓ بغیر شہر میں داخل ہوئے واپس تشریف لے گئے، آئندہ صدی میں ایک بدھ شہزادی بامیان شہر جس کی زیر سلطنت تھا، اپنے خاندان ورعایا سمیت مشرف بہ اسلام ہوگئی، ان نومسلموں نے کدالوں اور ہتھوڑوں سے یہ بت توڑنے کی کوشش کی مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا، نویں صدی میں یعقوب بن لیث صفاری آیا، گرانے میں ناکام رہا، سترہویں صدی میں اورنگ زیب نے اس علاقہ کو فتح کیا، بارود کا زمانہ تھا، توپوں کے گولے برسائے مگر جزوی نقصان کے علاوہ کوئی بھی اسلامی فاتح انہیں منہدم کرنے میں کامیاب نہ ہو، اب اکیسویں صدی کا آغاز تھا جب طالبان بامیان میں فاتح بن کر داخل ہوئے، امیر المؤمنین نے اعلان کیا کہ ملک بھر میں موجود تمام مجسموں اور بتوں کو ختم کردیا جائے، اس حکم کا جاری ہونا تھا کہ پوری دنیا میں کہرام برپا ہوگیا، بدھ ملک جاپان، تھائی لینڈ، سری لنکا وغیرہ نے آسمان سر پر اٹھالیا، عالمی سطح پر دباؤ ڈلوایا، بڑی بڑی پیش کش کیں مگر امیر المؤمنینؒ نے سب کو ٹھکراتے ہوئے فخر سے کہا:

"ہم بت فروش نہیں، بت شکن کہلوانا پسند کریں گے"

اسی روز کابل اور غزنی کے عجائب گھروں میں رکھے بت توڑ دیے گے، امیر المؤمنین نے شکرانے کے طور پر ۱۰۰ گائیں ذبح کرائیں۔

امیر و مرکزی قیادت کی سادگی.... عہد اول کا نمونہ

پروٹوکول کا زمانہ ہے، بادشاہ تو بادشاہ، وزراء کے کروفر اور غرور و طمطراق کا نظارہ کر کے زمین کانپ اٹھتی ہے، ایسے دور میں کسے امید یا خیال ہوسکتا تھا کہ سرزمین قندھار سے ایک ایسا خدامست بادشاہ اٹھے گا جو چودہ صدیاں بعد فاروق اعظم کی روایت زندہ کردے گا، جس کی سادگی وفقر سے عمر بن عبدالعزیزؒ کی یادیں تازہ ہوں گی، حضرت امیر المؤمنینؒ نے انتہائی سادہ زندگی گذاری اور ایسی گذاری کہ جس نے دیکھا دنگ رہ گیا، جس نے سنا ایک افسانہ سمجھا، کسی کے ذہن میں یہ بات کیسے سما سکتی تھی کہ اس دور میں کوئی بادشاہ ایسا ہوسکتا ہے جس کا بسیرا ایک کچے مکان میں ہو، جس کے اردگرد حفاظتی دستے ہوں اور نہ ہی سائرن بجاتی گاڑیوں کی طویل قطاریں، جس کی شان یہ ہو کہ اس نے اپنے سات سالہ دور اقتدار میں ایک مرتبہ بھی کسی دوسرے ملک کا دورہ نہ کیا ہو، شاہی محل میں رہنا تو دور کی بات، جو ملک کے دارلحکومت کابل میں فقط دو مرتبہ گیا ہو، عرب کے شہزادہ ترکی الفیصل نے جب ایک ملاقات میں حضرت امیر المؤمنینؒ کو سعودی حکومت کی جانب سے اپنے وزراء اور مشیروں سمیت حج وعمرہ کی دعوت دی، تو آپؒ نے جواب دیا کہ:

"ابھی ہم پر جہاد فرض ہے حج وعمرہ نہیں، جب ہم جہاد سے فارغ ہو جائیں گے تو حج وعمرہ بھی کرلیں گے"

لسانی، قومی وعلاقائی تعصّبات کا قلع قمع

افغان قوم جو ہمیشہ طرح طرح کے تعصبات کا شکار رہی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنوں کے ہاتھ اپنوں ہی کے خون سے رنگین ہوئے، فسادات جڑ پکڑتے، جنگیں ختم ہونے کا نام نہ لیتیں، حضرت امیر المؤمنینؒ نے اس موذی وباء کا خوش اسلوبی سے قلع قمع کیا، ہر تعصب ان کے قلوب سے کھرچ ڈالا اور پوری افغان قوم کو اسلام کی چھتری تلے یک جان و یک قالب کردیا۔

اخلاقی بگاڑ کی اصلاح

یہ حقیقت ہے کہ کسی قوم کی اخلاقیات بگڑ جائیں تو پھر اس قوم کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا، اچھے اخلاق سے قومیں ترقی کرتی ہیں، اس سلسلہ میں بداخلاقی کا جو لاوہ سرزمین افغان پر پھوٹ پڑا تھا اور کسی طرح تھمنے کا نام نہ لے رہا تھا، حضرت امیر المؤمنینؒ نے نہایت تدبر اور مستحسن اقدامات کر کے اس کا سد باب فرمایا۔

اقتصادی نظام... مکمل اسلامی ڈھانچے میں

آج حالت یہ ہے کہ سود کو تجارت کے لئے ریڑھ کی ہڈی گردانا جاتا ہے، اس کے بغیر ملکی تجارت کا تصور ہی نہیں، کوئی سا ملک ہو، اسلامی یا غیر اسلامی، ہر ایک سودی نظام کے سامنے ہتھیار ڈالے ہوئے ہے اور اسے اپنی مجبوری سمجھ کر اس میں بری طرح جکڑا ہوا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سود تجارت کے لئے ریڑھ کی ہڈی نہیں بلکہ وہ کیڑا ہے، جو ریڑھ کی ہڈی کو لگتا ہے، اور اس نے بری طرح دنیا بھر کی معیشت کو مفلوج کر کے رکھا ہوا ہے، حضرت امیر المؤمنینؒ نے پورے ملک سے سودی نظام کا خاتمہ کیا اور اسلام کا وہ نظام معیشت جو انسانیت کے سراسر نفع مند ہے، اسے جاری فرمادیا۔

شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (مذہبی پولیس)

نفاذ شریعت کے سلسلہ میں ایک اہم قدم شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قیام تھا، جس کی ذمہ داری یہ تھی معاشرے سے برائی کا خاتمہ کیا جائے، دینی امور کی انجام دہی میں جو سستی ہورہی ہے، اسے ختم کیا جائے، نیکی کے کاموں کی تلقین کی جائے، اس کے لئے راہیں ہموار کی جائیں، اس شعبہ کے ذمہ داروں کو عوام سے لے کر حکومت کے تمام بڑے چھوٹے عہدے داروں سے باز پرس کا حق حاصل تھا، اس شعبہ نے اسلامی اخلاقیات کی ترویج میں خوب کردار ادا کیا، وہ اسلامی شعائر جو مٹ چکے تھے انہیں سرزمین افغانستان پر ایک مرتبہ پھر زندہ کیا، وہ منکرات جو معاشرہ میں ایک ناسور کی طرح پھیل چکی تھیں، ان کی روک تھام میں اہم خدمات سرانجام دیں، اس ادارہ نے ایک اعلامیہ جاری کیا اور اس پر عمل بھی کروایا، یہ اعلامیہ ۱۶ شقوں پر مشتمل ہے، آنے والی سطور میں اس کی ایک جھلک قارئین کی نظر کی جاری رہی ہے۔

بے پردگی کا خاتمہ

بے پردگی کا فتنہ جو آج اخلاق وحیاء کی تمام حدود پائمال کر چکا ہے اور کسی طرح تھمنے میں نہیں آرہا، جس کی بناء پر ہر نیک وبد دانستہ نادانستہ بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہے، نظروں کی حفاظت کرنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے، اس کے خاتمہ کے لئے طالبان کی طرف سے یہ حکم جاری کیا گیا کہ اگر کوئی عورت ایرانی چادر میں گھر سے نکلی تو کسی بھی رکشہ یا ٹیکسی والے یا کسی بھی ڈرائیور کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اسے اپنے ساتھ سوار کرلے، بصورت دیگر اس ڈرائیور کو گرفتار کرلیا جائے گا اور اگر کوئی عورت ایسی حالت میں راہ چلتی ملی، تو اس کا گھر تلاش کر کے اس کے خاوند کو سزا دی جائے گی۔

ساز باجے کی ممانعت

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں گانے بجانے کو مٹانے کے لئے آیا ہوں، آج اسی نبی کی امت کو یہ سبق دے دیا گیا ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے اور حالت یہ کہ اسے زندگی کی ضرورت سمجھ کر خوب فروغ دیا جارہا ہے، گناہ کے اس سیلاب میں پوری امت بہہ رہی ہے، امیر المؤمنینؒ نے افغانستان کو اس گناہ سے پاک کرنے کے لئے یہ حکم جاری کیا کہ تمام ذرائع ابلاغ سے یہ بات نشر کی جائے کہ دوکانوں ہوٹلوں ریڑیوں اور رکشوں میں گانے بجانے کی کیسٹیں رکھنا ممنوع ہے، پانچ دن تک ادارہ تفتیش پابندی سے اس کا جائزہ لے گا اس کے بعد کیسٹ کی کسی دوکان سے گانے کی کوئی کیسٹ برآمد ہوئی تو دوکان دار گرفتار کرلیا جائے گا اور دوکان کو تالا لگا دیا جائے گا، پھر پانچ افراد کی ضمانت پر دوکان دار کو رہا کر دیا جائے گا اور دوکان کھول دی جائے گی۔ اگر کسی گاڑی سے گانے کی کیسٹ برآمد ہوئی تو گاڑی کا مالک گاڑی سمیت گرفتار کرلیا جائے گا اور پھر پانچ افراد کی ضمانت پر گاڑی کا مالک رہا کر دیا جائے گا اور گاڑی چھوڑ دیا جائے گا۔

ڈاڑھی کٹوانے اور منڈوانے پر پابندی

ڈاڑھی رکھنا یہ فقط اختیاری یا ذاتی نوعیت کا معاملہ نہیں، ڈاڑھی اسلام کے شعائر میں سے ہے، تمام انبیاء بالخصوص نبی آخر الزمان ﷺ کی محبوب سنت ہے، جس کا رکھنا تمام فقہاء کے نزدیک واجب ہے، کٹانا یا ایک بالشت سے کم تراشنا گناہ کبیرہ ہے، پورے ملک میں یہ اعلان کیا گیا کہ آج سے ڈیڑھ ماہ بعد جہاں بھی کوئی شخص ڈاڑھی منڈا یا ریش تراش نظر آیا، اسے گرفتار کرلیا جائے گا اور اس وقت گرفتار رکھا جائے گا جب تک اس کی مکمل ڈاڑھی نہیں نکل آتی۔

اقامت صلوٰۃ کا شاندار نظام

اس بارے میں ملک کے تمام افراد کو آگاہ کیا گیا کہ نمازیں ہر علاقے میں بروقت ادا کی جائیں، نماز باجماعت کے اوقات شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر مقرر کرے گا اس مقررہ وقت سے پانچ منٹ قبل ٹریفک اور دیگر کاروبار روک دیا جائے گا اور سب لوگ نماز کی تیاری میں مشغول ہو جائیں گے اور تمام افراد کو مساجد میں پہنچنا ضروری ہوگا، اوقات مقررہ میں شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے افراد گاڑی میں اس صورتحال کی نگرانی کریں گے، اگر کسی دوکان میں کوئی بالغ فرد نظر آیا تو اسے گرفتار کرلیا جائے گا اور پانچ افراد کی ضمانت پر رہا کیا جائے گا اور اگر پانچ افراد کی ضمانت نہ ملی تو دس دن بعد رہا کیا جائے گا۔

ناجائز اور فضول مشغلوں پر پابندی

کبوتر بازی اور بٹیر بازی پر مکمل پابندی عائد کردی گئی، پتنگ کی ممانعت کی گئی، پتنگ بازی کی قباحتیں مثلاً جوا، ناگہانی اموات اور تعلیم سے محرومی وغیرہ جیسی برائیاں بیان کی گئیں اور یہ اعلان کردیا کہ شہر بھر میں جہاں کہیں بھی پتنگ فروشوں کی یا اس کے لوازمات کی دوکانیں ملیں گی ان کا سامان ضبط کرلیا جائے گا۔

فتنہ تصویر سازی کا سدباب

آج دین سے دوری کی بناء پر حالت یہ ہو چکی ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے گناہ ہونے کا احساس ہی دلوں سے نکل چکا ہے، ان میں سے ایک گناہ تصویر سازی کا گناہ ہے، احادیث شریف میں اس گناہ کی سخت مذمت بیان فرمائی گئی ہے، شدید وعیدات وارد ہوئی ہیں، مگر آج اس گناہ کا ابتلاء اتنا عام ہو چکا ہے کہ عوام تو عوام، علماء تک اس فتنہ کی زد میں ہیں، بے دریغ اس گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے، طالبان نے اس گناہ کا سدباب کیا اور اس کے لئے ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام اعلان کردیا گیا، کہ تمام گاڑیوں، دوکانوں، حجروں اور ہوٹلوں وغیرہ سے جانداروں کی ہر قسم کی تصاویر ختم کردی جائیں، اس کے بعد شعبہ امر بالمعروف کے افراد گھومیں گے اور انہیں جہاں بھی اس قسم کی ممنوعہ تصویر نظر آئی اسے پھاڑ ڈالیں گے اور اس مکان یا گاڑی کے مالک کو تنبیہ کی جائے گی۔

منکرات وفواحش کا خاتمہ

ڈھول پر پابندی عائد کردی گئی، جوا اور اس کے اڈوں کا مکمل خاتمہ کیا گیا، شادی بیاہ کے موقعوں پر ناچ ورقص پر ممانعت کا حکم جاری کیا گیا، جادو ٹونے کی بندش کے متعلق سخت احکامات جاری کیے گئے، نوجوان لڑکیوں کو سرعام کپڑے دھونے سے روک دیا گیا، درزیوں کو عورتوں کے سینہ وغیرہ کے ناپ لینے سے سختی سے منع کردیا گیا، گویا ہر وہ کام جس سے بے ہودگی اور بے حیائی کا اظہار ہوتا تھا اس کا قلع قمع کردیا گیا۔

ہسپتالوں میں اسلامی واخلاقی آداب وحدود کا لحاظ

علاج معالجہ کی جتنی جگہیں تھیں، سرکاری ونجی ہسپتال، کلینک وغیرہ سب کے لئے امارت اسلامیہ کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ عورتیں علاج کیلئے خواتین معالجوں کے پاس جائیں اگر کسی مرد معالج کی ضرورت پڑ جائے تو بیمار خاتون اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے ساتھ اس کے پاس جائے۔ مریضہ کے طبی معائنہ کے وقت مریضہ ومعالج دونوں شرعی حجاب پہنے رہیں۔ بیمار خواتین کی انتظار گاہیں محفوظ طور پر باپردہ ہونی چاہیں۔ بیمار عورتوں کی باری لگانے والی بھی عورت ہو۔ رات کو ہسپتال کے جن کمروں میں بیمار عورتیں ہوں ان میں کوئی مرد ڈاکٹر بلائے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ مرد ڈاکٹروں اور خاتون ڈاکٹروں کے مل

بیٹھنے اور باہم گفتگو کرنے کی اجازت نہیں۔اگر کسی مسئلہ پر تبادلہ خیال ضروری ہو تو حجاب کے ساتھ کیا جائے۔خاتون معالج سادہ لباس پہنیں، خاتون ڈاکٹروں اور نرسوں کو ان کمروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی جن میں بیمار مرد ہوں گے۔

منشیات پر پابندی

یاد رہے کہ افغانستان وہ خطہ ہے جو طالبان کی آمد سے پہلے افیون کی پیداوار اور اسمگلنگ کا سب سے بڑا مرکز تھا، دنیا بھر میں ۷۵ فیصد افیون کی کاشت یہیں ہوتی تھی، اقوام متحدہ بھرپور کوشش کے باوجود اس روک تھام میں ناکام رہی مگر جب طالبان کی حکومت آئی تو امیرالمؤمنین کے صرف ایک حکم کی کرامت تھی کہ مکمل طور پر افیون کی کاشت کا خاتمہ ہوگیا، اور یہ اعلان کردیا گیا کہ نشہ کرنیوالے کو گرفتار کرلیا جائے گا، تفتیش کرکے منشیات کے مراکز کا پتہ لگایا جائے گا، مالک اور نشہ کرنے والے دونوں کو سزا دی جائے گی۔

مظلوم مسلمانوں کی حمایت و دادرسی

قرآن کریم میں صرف اتنا نہیں کہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے ترغیب دی گئی ہو بلکہ اس مدد کو ہر صاحب ایمان پر لازم قرار دیا گیا ہے، نبی آخری زمان ﷺ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے یہ ذمہ داری ہر مسلمان پر ڈالی ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائی کی مدد اور آزادی کے لئے پوری کوشش کرے، طالبان کا مقصد چونکہ اقتدار نہیں، اسلام کا احیاء اور اس کے تقاضوں پر عمل تھا، یہی وجہ تھی کہ طالبان اس سلسلے میں عظیم اور بلند عزائم سے سرشار تھے، دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کو آزادی دلانے کا جذبہ ان کے دلوں میں موجود تھا، روس نے سربیا پر یلغار کی، طالبان نے اس سفاکی کی کھل کر مذمت کی، تحریک کشمیر میں روح پھونکی، چیچنیا کی بھرپور حمایت کی، اسلامی و جہادی تحریکوں کی مکمل سرپرستی فرمائی، ان کے لئے اپنی سرزمین کو وقف کیا۔

اب ذرا ارد گرد کا جائزہ لیجئے، ہر جگہ باطل نظام کا بت سینہ تانے کھڑا ہے، کفریہ قوانین کا دور دورہ ہے، اسلامی ممالک میں کہیں پر بھی ایسا نہیں کہ جہاں اسلامی تعلیمات پر مبنی معاشرہ قائم ہو، جبکہ اسلامی خطوں میں بسنے والی عوام کی حالت یہ ہے کہ تقریبا ہر جانب اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں دلچسپی لی جارہی ہے، اسلامی نظام کی طرف ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھا جارہا ہے، اس حوالہ سے سیاسی اور غیر سیاسی طور پر کوششیں بھی جاری ہیں، مگر یہ کاوشیں ثمر آور نہیں ہورہیں....کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا، کیوں...؟ جواب مذکورہ بالا داستان سے سامنے آچکا ہے۔

وہ یہ کہ یہ بات یقینی ہے کہ ایک مکمل اسلامی معاشرہ اس وقت تک وجود میں نہیں آسکتا، جب تک اسے ایک مستحکم و مضبوط شرعی نظام کی پوری طرح سرپرستی میسر نہ ہو، شرعی حکومت کا سہارا لیے بغیر کوشش کرنا اور یہ تمناء و آروز رکھنا کہ پورے طور پر قرآنی تعلیمات کا نفاذ ہوجائے، یہ محض خام خیالی ہے، یہ سوچ قائم کرنا خود اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، نبوی طرز سے ناواقفیت کی علامت ہے، اسلام میں ایسی فکر کیلئے کوئی خاص پذیرائی نہیں، باطل نظام کی کوکھ سے فاسد معاشرہ تو جنم لے سکتا، لیکن وہاں سے اسلام برآمد کرنے کی کوشش کرنا، ایسے ہی محال ہے، جیسے پانی سے انگارہ تلاش کرنا، اگر اس بارے میں ہم واقعی مخلص ہیں، تو ہمیں وہی طریقہ اپنانا ہوگا جو اسلامی خلافت کے قیام کا نبوی طریقہ کار ہے، اس حوالے سے حضرت امیرالمؤمنینؒ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

☆....☆....☆

قبل از اسلام :

افغانستان دنیا کے نقشہ پہ تاریخی خط ہے، اسکی جغرافیائی سرحدیں بدلتی رہی ہیں لیکن اس کی فطرت ہر دور میں اپنی تاثیر دکھارہی ہے، تاریخی روایات سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اس کے مطابق چھ صدی قبل از مسیح اس سرزمین کو آریوں نے آباد کیا، اس وقت اس کی سرحدیں تمام وسطی ایشیاء تک پھیلی ہوئی تھیں، ماوراء النہر کی حدود سے ہوتا ہوا نہر جیحون تک اور کوہ ہندوکش تک سارا علاقہ اس میں شامل تھا، زرداشت نامی شخص کی حکومت قائم تھی۔

پانچ صدی قبل از مسیح داریوس الاول ایک فارسی اخمینی بادشاہ کا نام ہے جس کا وطن سجستان کا علاقہ تھا اس نے یہاں آریوں سے حکومت چھین لی پھر ساڑھے تین صدی قبل از مسیح اسکندر مقدونی کی حکومت آئی جس نے ہرات اور قندھار کو آباد کیا، اسکندر مقدونی نے یونانی دارالحکومت بلخ میں قائم کی جو شمالی افغانستان کا حصہ ہے۔

ایک صدی قبل از مسیح ترکستان کے خانہ بدوش کوشانی قبیلے نے یہاں حکومت قائم کی جس کی حکومت شمالی افغانستان سے ایران اور چین، کاشغر تک پھیلی ہوئی تھی، لیکن یہ کوشانی حکومت تیسری صدی عیسوی میں فارسی بادشاہ شادو کسریٰ کے ہاتھوں انجام تک پہنچی، اب ان کی جگہ ساسانی قبائل نے حکومت پر قبضہ کرلیا البتہ 659ء میں دوبارہ کسریٰ فارس نے ساسانیوں کو دست کش کر کے انہیں منتشر کردیا، درمیان کے عرصہ میں چینیوں نے تاجکستان، افغانستان اور کشمیر پر قبضہ کرلیا اور ان کی ریاست 751 تک قائم رہی۔

بعد از اسلام :

ساتویں عیسوی میں اسلام کی شعاعیں روشن ہوئیں تو دور فاروقی میں اسکی کرنوں نے شمالی افغانستان کا رخ کیا، شمالی افغانستان ہندوکش سے ہوتا ہوا بلخ، ہرات، فاریاب، کنٹر، نورستان، کافرستان (موجودہ چترال) طالقان، جوزجان

، بامیان ان تمام علاقوں کو شامل ہے یہ حصہ حضرت فاروق اعظمؓ کے دورِ سعید میں فتح ہوا، ساسانی سلطنت قادسیہ کی جنگ میں فنا ہوئی تو یہ تمام علاقے ساسانیوں سے آزاد ہو کر اسلامی خلافت کے زیرنگین آگئے، اسی دور میں جب فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھ رہا تھا تو یزدجر کسریٰ نے نہاوند کے علاقہ میں فوج جمع کرنی شروع کی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کو امیر لشکر بنا کر روانہ کیا اور زبردست معرکہ کے بعد کسریٰ کو شکست فاش ہوئی اور حضرت نعمانؓ جام شہادت نوش فرماگئے، اس کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت حذیفہ بن یمانؓ امیر لشکر مقرر ہوئے ۔یہ غالباً ۱۸ھ، ۱۹ھ یا ۲۱ھ کا زمانہ ہے۔

۲۳ھ کو حضرت فاروق اعظمؓ کی تشکیل پہ حضرت احنف بن قیسؓ نے ہرات کو فتح کیا ، یزدجر کو کئی مواقع پہ شکست دی ، بالآخر اس نے صلح کر کے امن پائی، اسی دور میں جنوبی افغانستان ، بجستان، قندھار وغیرہ حضرت عاصم بن عمرؓ کی قیادت میں فتح ہوئے، عہد عثمانی میں بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہوا ۲۵ھ میں ان بغاوتوں کو کچلنے اور کابل کی فتح کے لئے حضرت عثمانؓ کی تشکیل پہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، ربیع بن زیاد الحارثیؓ اور حضرت انسؓ، حسن بصریؒ جیسے حضرات روانہ ہوئے اور فتح کابل انجام پایا اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو قابل کا گورنر مقرر کیا گیا، بعد میں حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں بغاوتیں اٹھیں تو آپ نے مہلب بن ابی صفرہؓ کو سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔

عہد اموی اور افغانستان

عہد اموی ایسے تو انتشارات کا دور رہا ہے، خوارج، روافض کے اثرات سے پوری اسلامی سلطنت متاثر تھی اس عرصہ میں اموی خلفاء کی طرف سے افغانستان کے حوالے سے خاموشی رہی البتہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے دور میں اسد یمنی کو خراسان اور ماوراء النہر کا والی بنایا تو اس کی سلیم الفطرتی اور عدالت سے متاثر ہو کر سامان المجوسی نے اسلام قبول کر لیا جس کے بیٹوں نے بعد میں عہد عباسی میں اپنی الدولة السامانیہ کے نام سے حکومت قائم کی لیکن جب ہشام بن عبدالملک نے اسد یمنی کو معزول کیا اور اس کے بھائی خالد بن عبداللہ کو قتل کیا تو شمالی افغانستان سے سیاہ پرچم بردار ابو مسلم الخراسانی کی قیادت میں اٹھے اور بنوامیہ کی حکومت ختم کر کے عباسی سلطنت قائم کر دی۔

عباسی دور خلافت اور افغانستان:

ابو مسلم خراسانی کی مدد سے عباسی خلافت کا قیام ہوا، ہارون الرشید کی وفات کے بعد مامون الرشید خود چل کر اپنے ننھیال افغانستان آئے اور مدد مانگی، طاہر بن حسین نے بڑے لشکر کے ساتھ آ کر عراق میں انہیں مسند خلافت پہ بٹھلایا، اسی لشکر گزاری پر مامون الرشید نے سارا خراسان کا علاقہ طاہر بن حسین کے حوالے کر دیا ۲۰۵ھ تا ۲۵۲ھ الدولة الطاهرية تمام خراسان، ماوراء النہر، ایران، تاجکستان، پاکستان کے علاقوں پہ محیط رہی۔

یہ ایک عادلانہ، منصفانہ حکومت تھی لیکن ۲۵۹ھ کو صفاری سلطنت کے بادشاہ یعقوب بن لیث صفار کے ہاتھوں یہ حکومت ختم ہوگئی، اس کے بعد ۲۵۹ھ سے ۲۹۷ھ تک صفاری سلطنت قائم رہی، لیکن اسماعیل السامانی نے حملہ کر کے سفاری سلطنت کا خاتمہ کر دیا، السامانی مجوسی النسل حکمران تھا جنہوں نے اسد بن عبداللہ قسری کے عدل سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اس تمام عرصہ میں افغانستان عباسی خلافت کے زیر اثر رہا۔

دور غزنوی وغوری ۳۵۱ھ ... ۵۸۲ھ

جنوبی افغانستان کے شہر غزنی سے تبکین نامی شخص اٹھا اس نے موجودہ افغانستان، ایران، ماوراء النہر، پاکستان، کشمیر کے سارے علاقے قبضہ میں لیکر اپنی حکومت بنالی، تبکین کے بعد ان کے بیٹے اسحاق پھر سلطان سبکتگین حاکم بنے ۳۸۸ھ میں ان کا انتقال ہوا تو عباسی سلطنت کو خراسان میں **یمین الدولة وامين الملة** سلطان محمود غزنوی جیسا ہیرا ہاتھ لگا۔

جس نے ہندوستان کو نکیل ڈالی، کشمیر پہ لشکر کشی، عباسی خلیفہ قادر باللہ کے حکم پر قرامطہ، اسماعیلیہ، باطنیہ جیسے فتنوں کی سرکوبی کی خاص طور پر ہندوستان میں اسلام کی ترویج اور بالادستی مکمل طور پر غزنوی دور میں ہوئی۔

غزنوی کی وفات کے بعد مسعود اول ۴۲۱ھ میں حاکم بنے ان کے دور میں کشمیر جزوی طور پر فتح ہو سکا، غزنوی سلطنت قطب الدین محمد الغوری کے انتقام کا نشانہ بن گئی، غیاث الدین غوری بادشاہ کا نام سرفہرست ہے۔ ۵۵۲ھ میں ترکی نسل سلاجقہ اقتدار پر قابض ہو گئے۔

۶۳۱ھ آل خوارزم شاہ کی حکمرانی قائم ہوئی، غوریوں کے ساتھ ان کی کشمکش برابر چلتی رہی.. خوارزم شاہ کی آل نے بنگال پہ اسلام کے جھنڈے گاڑے اور غوریوں نے پنجاب اور سندھ کو نشانہ پر رکھا ہوا تھا۔

۶۱۶ھ میں تاتاری یلغار نے خوارزم شاہ کو دھکیل کر خراساں پر قبضہ کر لیا۔

۶۳۴ھ میں چنگیز خان کی ہلاکت کے بعد اسکا بیٹا طولی خان حکمران ہوا، ۶۴۳ھ میں ہلاکو خان نے اسلامی قوانین ختم کر کے چنگیزی قوانین نافذ کر دیئے، بعد میں جب ان کی نسل نے اسلام قبول کیا تو مغلیہ حکمرانی کا سلسلہ شروع ہوا، ۶۵۷ھ ترکی نسل تیمور لنگ ان کی حکومت ۹۵۱ھ تک قائم رہی،....

شاہ رخ خان، ابوسعید تیموری، ظہیر اسد بن بابر مؤسس دولة تیموریہ حکمران رہے، ۱۰۳۱ھ میں شمالی افغانستان اور جنوبی افغانستان پہ صفوی بادشاہ خلیفہ اسماعیل شاہ نے تیموریوں سے حکومت چھین لی، اور سولہ سال تک

قبضہ کے بعد سنی قبائل نے علم جہاد بلند کیا جس کی قیادت غلزئی قبیلے کے امیر، امیر ویس غلجائی کر رہے تھے (یہ حضرت امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں سے ہیں) بالآخر آزاد خان ابدالی، میر ویس کے بیٹے محمود اور شاہ جہاں نے صفوی سلطنت کا خاتمہ کیا جو سلطنت صفی الدین الاربیلی کے نام سے قائم کی گئی تھی جو حضرت موسیٰ کاظمؒ کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۱۶۳ھ میں سدوزئی قبیلہ جو درّانی قبیلے سے معروف ہے، انکی شاخ ابدالی خاندان بلاشرکت غیر یہاں کے حکمران بن گئے.....ان کی حکومت کا دائرہ شمالی ہند، کشمیر پنجاب تک وسیع تھی۔

۱۲۵۴ھ بمطابق 1832ء انگریزوں کی آمد ہوئی، قندھار فتح کر کے شاہ شجاع کو حکمران بنا دیا، محمد اکبر خان کی قیادت میں جہاد کا آغاز ہوا، انگریزوں کو عبرت ناک شکست ہوئی، صرف ایک شخص ڈاکٹر برانڈ زندہ بچ کے واپس گیا لیکن انگریزوں سے مستقل جنگ چلتی رہی 1919ء میں ضلع کوہاٹ کے مقام ٹل میں نادر شاہ کے ہاتھوں انگریزوں کو شکست فاش ہوئی۔

1929ء میں ظاہر شاہ کو حکومت سونپی گئی، اس دور میں کابل اور ماسکو میں قربت بڑھی، سردار داؤد نے مرکزی کردار ادا کیا، ۱۹۷۳ء میں اس نے روس کی مدد سے ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کا صفایا شروع کر دیا لیکن قدرت کا انتقام 1978ء میں روس نے خود بغاوت کے جرم میں اسکو نشانِ عبرت بنا دیا۔

27 دسمبر 1979ء روس نے کابل شہر میں اپنی فوجیں داخل کر دیں، 14 فروری 1989ء کو روسی شکست خوردہ فوج کا آخری دستہ دریائے آمو پار کر دیا تھا تو دنیا سے افغان مجاہدین نے اپنا لوہا منوایا۔

غبارہ گزر ہیں کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبین خاک رکھتے تھے جو اکسیر گر نکلے

1992ء صدر نجیب بر سر اقتدار رہا جو روس کی باقیات میں سے تھا افغانستان طوائف الملوکی کا شکار ہو چکا تھا، کابل پر قبضہ کیلئے مسلح گروہوں میں سخت جنگ چل رہی تھی، 1994 میں مدارس دینیہ کے طلباء کرام نے بگڑے نظام کو سنبھالنے کا فیصلہ کر لیا، قندھار میں مٹی سے بنے کچے مکان میں اسکی بنیاد رکھی گئی، ملا عمر نامی طالب علم کی دعوت پر 53 طالبان نے لبیک کہا، نظامِ امن اور نظام عدل اس کے بنیادی اوصاف تھے۔

طالبان نے تقریباً 90 فیصد علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا، نائن الیون کے واقعہ کے بعد ایساف اور نیٹو سے ان کی حکومت عارضی طور پر ختم ہوئی لیکن چودہ سال کے بعد اب بھی ان کی پوزیشن افغانستان میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔

اگر بیرونی افواج انخلاء کر لیں تو موجودہ کابل کرپٹ اور کٹھ پتلی حکومت تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائے گی اور کابل کے تخت پر اب انشاء اللہ تعالیٰ ملا عمر، غزنوی، غوری اور ابدالی کا جانشین بیٹھا ہوگا۔

☆......☆......☆

اللہ رے تیغ عشق کی برہم نوازیاں | میرے ہی خون شوق نے نہلا دیا مجھے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں...... اس مرد آہن اور مرد قلندر پر...... جو زمانے کا امام بھی تھا اور مجدد بھی...... جو عمر اول رضی اللہ عنہ کی مثال بھی تھا اور عمر ثانی رحمہ اللہ کا عکس بھی...... جو فاتح بھی تھا اور بت شکن بھی...... جو مجاہد بھی تھا اور عالم بھی...... جو مدرسہ کا طالب علم بھی تھا اور محاذ کا مرابط بھی...... جو ''رُهْبَانٌ بِاللَّيْل'' کا عملی نمونہ بھی تھا اور ''فُرْسَانٌ بِالنَّهَار'' کی عملی تصویر بھی...... جو امیر المؤمنین بھی تھا اور امیر المجاہدین بھی...... جو مظلوموں کا مددگار بھی تھا اور بے کسوں کا غمگسار بھی...... جو غریبوں کا ہمنوا بھی تھا اور یتیموں کا آسرا بھی...... جو ''أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّار'' کا جلال بھی رکھتا تھا اور ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُم'' کا جمال بھی...... جس کا ظاہر بھی صاف، شفاف اور باطن بھی آئینہ...... جو پھول بھی تھا اور تلوار بھی...... جو گفتار کا غازی بھی تھا اور کردار کا صف شکن بھی...... جو منبر ومحراب کی زینت بھی تھا اور میدانِ کارزار کا حسن بھی...... جو بادِ نسیم کا روح پرور جھونکا بھی تھا اور اغیار کیلئے بادِ صَرصَر کا غضبناک بگولہ بھی...... جو اپنوں کیلئے ابر رحمت تھا اور دشمنوں کیلئے کڑکتا، گرجتا رَعْد...... جس نے طوفانوں کا رخ موڑا...... جس نے موجوں سے لڑکر بھنور میں پھنسی امت کی کشتی کو نکالا...... جس نے عزیمت وغیرت کے بادل اٹھائے...... جس نے کفر کی ناک زمین پر رگڑی...... جس نے جینے کا شعور دیا...... اور مرنے کے انداز سکھائے...... جس نے جاں بلب امت کے جسم میں نیا خون دوڑایا...... جس نے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ہر سو ڈنکا بجایا...... اور وقت کے لات وہبل کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑایا...... جو نہ دھمکیوں سے مرعوب ہوا اور نہ لالچوں سے ڈھیر...... زمانے کا طاقتور ترین اور کامیاب ترین ثابت ہونے والا وہ حکمران جسے دنیا ''امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ'' کے نام سے یاد کرتی ہے...... ان پر اللہ کی رحمتیں چھم چھم برسیں...... بار بار برسیں...... تا قیامت برسیں...... آمین۔

آہ!......آج وہ حسین ترین شخص ہم میں نہیں رہے......آپ رحمہ اللہ کی کس کس اداء کو یاد کریں؟......اور کس کس خوبی کا تذکرہ کریں؟......بس مختصر اً عربی کا ایک شعر کچھ تبدیلی کے ساتھ ان کی نظر کرتے ہیں......

یَزِیْدُكَ ذَاتُهٗ حُسْنًا

اِذَا مَا زِدْتَهٗ ذِكْرًا

(اے مخاطب! تو جتنا زیادہ ان کا تذکرہ کرتا چلا جائے گا اتنا ہی ان کی ذات کا حسن نکھرتا چلا جائے گا)

آپ رحمہ اللہ کی یادیں اور باتیں تو بہت ہیں، لیکن آج ہمارا موضوع آپ رحمہ اللہ کا ''طرز حکومت'' ہے......

دنیا میں اب تک جو طرز حکمرانی سامنے آئے ہیں وہ تین ہیں۔

(۱) امارت وخلافت

(۲) بادشاہت وشہنشاہیت

(۳) جمہوریت

اسلام اصلاً نہ موجودہ جمہوری سسٹم کو مانتا ہے اور نہ بادشاہت کو اچھا سمجھتا ہے......اسلام نے حکمرانی کا جو نظام اور اسلوب متعارف کرایا ہے وہ ''امارت وخلافت'' کا نظام ہے......جس میں ایک امیر المؤمنین یا خلیفہ ہوتا ہے......جسے امت کے چنیدہ چنیدہ، ذی رائے، اہل تقویٰ، اہل علم اور اہل مشورہ منتخب کرتے ہیں......پھر اس کی بیعت لی جاتی ہے......اور اس کی اطاعت تمام رعایا پر لازم ہوتی ہے......اسلام نے امیر اور خلیفہ کی اطاعت کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد تیسرے نمبر پر رکھا ہے......امیر اپنے فیصلوں میں آزاد ہوتا ہے......لیکن صرف وہ فیصلے جو شریعت کی روشنی میں ہوں......خلاف شریعت کوئی بھی فیصلہ کرنے کی امیر یا خلیفہ کو اجازت نہیں ہوتی......اور اگر وہ کوئی ایسا فیصلہ صادر کر دے......تو رعایا پر اس کی اطاعت لازم نہیں ہوتی......نظام خلافت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں حاکمیت اعلیٰ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے......نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت رکھتے ہیں......اور نبی کے بعد والے خلفاء نبی کے نائب کی حیثیت سے اس منصب پر فائز ہوتے ہیں......اور ظاہر بات ہے کہ نائب کے لیے حاکم اعلیٰ کے احکام سے انحراف جائز نہیں ہوتا......چنانچہ وہ خلیفہ اور امیر مملکت کے تمام شعبوں کو قرآن وسنت کے مطابق چلانے کا پابند ہوتا ہے......اور دوسروں کو بھی اس بات کا پابند بناتا ہے......کیونکہ قرآن حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ''قانون'' ہے اور سنت وحدیث اس قانون کی عملی وزبانی تشریح......

یوں دیکھتے دیکھتے اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نظام زمین پر نافذ ہو جاتا ہے......اور زمین امن وسکون سے بھر جاتی ہے......حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے یہی ''نظام خلافت'' رائج فرمایا......تو زمین پر ایک ایسا پرسکون، پر امن، اور پاکیزہ ومعطر معاشرہ وجود میں آیا کہ انسان تو انسان...... جانوروں تک کو راحت نصیب ہوئی......انصاف کا بول بالا ہوا......اور ظلم کا خاتمہ ہوا......لوگوں کی عزت وآبرو اور جان ومال سب کچھ محفوظ ہوا......بعد میں بھی جس نے بھی اس نظام خلافت کو اس کے اصل منہج پر نافذ کیا......اس کی رحمتوں سے خود بھی مستفید ہوا اور دنیا کو بھی مستفید کیا......

پوری اسلامی تاریخ اس کی گواہ ہے......صرف اپنے ہی نہیں...... غیر بھی اس کے معترف ہیں...... حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے بھی حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع کرتے ہوئے دنیا کے سارے نظام ہائے حکومت کو مسترد کر کے ''نظام خلافت'' اپنے ملک میں نافذ کیا تو دیکھتے دیکھتے وہ افغانستان جو آپس کی جنگوں اور یورشوں سے جہنم کدہ بنا ہوا تھا...... گل وگلزار بن گیا...... امن کا بول بالا ہوا...... اور انصاف اور عدل اتنا آسان ہوگیا کہ دنیا میں اسکی مثال ملنا مشکل ہے...... حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے انداز حکمرانی کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے دنیا کی موجودہ حکومتوں اور سسٹمز میں سے کسی کو بھی بطور مثال پیش کرنا ناممکن ہے...... خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی ''امارت اسلامیہ'' کو اپنی آنکھوں سے دیکھا...... اور جو نہیں دیکھ سکے وہ یا تو تاریخ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی خلافت کے احوال پڑھ لیں...... یا پھر امارت اسلامیہ افغانستان دیکھنے والوں سے اس کے احوال سن لیں...... یہ ٹھیک ہے کہ آپ رحمہ اللہ کی امارت کو بعینہٖ حضراتِ مذکورہ بالا رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرح نہیں قرار دیا جاسکتا...... لیکن اس کی مثل اور نظیر قرار دینے میں بھی کوئی مبالغہ آمیزی نہ ہوگی...... آپ رحمہ اللہ کی ''امارت اسلامیہ'' کے انتظامی ڈھانچے کا اجمالی خاکہ پیش کرنے سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی زبانی خلافت کی تعریف اور خلیفہ کی ذمہ داریاں ملاحظہ ہوں......

"هی الرياسة العامة فی التصدی لاقامة الدين باحياء العلوم الدينية و اقامة اركان الاسلام، و القيام بالجهاد و ما يتعلق به من ترتيب الجيوش و الفرض للمقاتلة و اعطائهم من الفیء و القيام بالقضاء و اقامة الحدود و رفع المظالم و الامر بالمعروف و النهی عن المنكر نيابة عن النبی صلی الله عليه و سلم".

(ازالۃ الخفاء/مقصد اول/ص۲)

ترجمہ: کسی شخص کا اقامت دین کی غرض سے آنحضرت ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کا سربراہ عام بننا، اور اقامت دین کے شعبے یہ ہیں۔

(۱) علوم دینیہ کا احیاء اور ان کی ترویج۔

(۲) ارکان اسلام قائم کرنا۔

(۳) جہاد اور اس کے متعلقات یعنی افواج کی ترتیب، مجاہدین کے لئے وظائف کا تقرر اور انہیں مال فئی سے عطیات دینے کا انتظام کرنا۔

(۴) قانون شرعی کے نفاذ کے لئے عدلیہ کا قیام، حدود شرعیہ کا نفاذ اور مظالم کی روک تھام کرنا۔

(۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کرنا۔

حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اپنی امارت میں ان تمام ذمہ داریوں کو خوب خوب نبھایا، چنانچہ......

☆ علوم دینیہ کے احیاء کے لیے مدارس و مکاتب کا نظام پورے ملک میں فعال کیا گیا......

☆ ارکان اسلام کے قیام کا ایسا بندوبست کیا گیا کہ ملک میں کوئی بے نمازی نہ ملتا...... لوگ اپنی زکوتیں اور عشر وغیرہ

خود لا لا کر بخوشی جمع کراتے......

☆ جہاد کا نظام مضبوط بنانے کے لیے ''وزارت دفاع'' بنائی گئی...... جو جہاد اور مجاہدین کی تمام ضروریات کا بندوبست کرتی......

اسی طرح خلافت کی اس ذمہ داری کو عملی شکل دیتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے ''امور شہداء'' کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا۔ اس شعبے کا کام شہید ہو جانے والے مجاہدین کے اہل خانہ کی دیکھ بھال اور کفالت و تعلیم کا بندوبست کرنا تھا...... اس شعبے کی طرف سے پورے ملک میں شہداء کے اہل خانہ کے کھانے کا یہ عظیم الشان بندوبست کیا گیا تھا کہ ملک بھر میں شہداء کے اہل خانہ کو مخصوص پرچیاں دی گئیں تھیں...... جن پر اہل خانہ کی تعداد وغیرہ درج ہوتی...... اور انہیں اجازت تھی کہ وہ کھانے کے وقت علاقے کے کسی بھی ہوٹل سے پرچی دے کر کھانا لے لیں...... دوسری طرف ہوٹل مالکان کو اس بات کا پابند بنایا گیا تھا کہ وہ شہداء کے اہل خانہ کو بروقت کھانا دیا کریں...... مہینہ بعد شعبہ کے لوگ ہوٹل والوں سے مہینہ بھر کی پرچیاں وصول کر کے بل ادا کر دیتے۔

☆ اسلامی عدالتیں قائم فرمائیں...... امارت اسلامیہ افغانستان کی اسلامی عدلیہ کا ڈھانچہ کچھ یوں تھا......

(۱) **مرکزی عدالت**...... جہاں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بیٹھتے تھے......

(۲) **عدالت تمیز**...... یہ عدالت مخصوص زون کی سطح کی ہوتی تھی......

(۳) **عدالت مرافع** ...... یہ صوبائی سطح کی عدالتیں تھیں جنہیں ہمارے ہاں ''ہائی کورٹ'' کہا جاتا ہے......

(واضح رہے کہ افغانستان کے صوبے بہت چھوٹے چھوٹے ہیں، جو کہ ایک بڑے شہر اور مضافات کے دیہاتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔)

(۴) **عدالت ابتدائیہ**...... ضلعی سطح کی عدالتیں...... جسے ہمارے ہاں سیشن کورٹ کہا جاتا ہے......

ابتدائیہ عدالت کے فیصلے پر اگر کسی کو تحفظ ہوتا تو پھر مقدمہ ''مرافع'' عدالت میں جاتا...... اس کے بعد ''عدالت تمیز''...... اس کے بعد ''قاضی القضاۃ'' کے پاس...... اگر ''قاضی القضاۃ'' کے فیصلے پر بھی کوئی مطمئن نہ ہوتا تو وہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو درخواست بھیجتا...... جس پر علماء کی ایک خفیہ کمیٹی بنائی جاتی...... جسے ''خصوصی عدالت'' کہا جاتا تھا...... یہ خصوصی عدالت اپنے تئیں آزادنہ انکوائری کر کے فیصلہ صادر کرتی جو حتمی فیصلہ ہوتا تھا...... انہی عدالتوں کے ذریعے سے ملک بھر میں ''حدود شرعیہ'' کا نفاذ اور اجراء کیا گیا...... جن کے واقعات مشہور ہیں...... اور انہی حدود شرعیہ کے اجراء کی برکت سے ملک بھر میں قتل و غارت اور چوری چکاری وغیرہ تمام جرائم کا سد باب ہوا......

ان عدالتوں میں انگریزی نہیں سو فیصد شرعی نظام عدل نافذ تھا...... جس کی بدولت سستا ترین اور تیز ترین انصاف عوام کو میسر آیا...... ان عدالتوں کے قاضیوں کے انصاف اور خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ جب ایوان ریڈلی (مریم) اور ان کے ساتھیوں کا مقدمہ کابل کے قاضی ''ملا عبدالرحمٰن آغا'' کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے صرف اس بناء پر فیصلہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے، فیصلہ ''قاضی القضاۃ، جناب نورالدین ثاقب'' کی عدالت میں قندھار بھیج دیا کہ اس وقت چونکہ نیٹو ہم پر حملہ کرنے کیلئے پر تول رہا ہے اور یہ ملزم انہی ممالک کے ہیں اور ان ممالک کے بارے میں ہمارے دل میں غصہ ہے تو ممکن

ہے کہ غصہ کی بناء پر فیصلے میں انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوسکیں......پھر کمال تو یہ ہوا کہ ''قاضی القضاۃ'' نے بھی مذکورہ بالا وجہ کی بنیاد پر فیصلہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے ، ملزمان کو باعزت ان کے ممالک کے حوالے کردیا کہ وہ اپنے قوانین کے مطابق ان کا جو چاہیں فیصلہ کرلیں......امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی ''عدلیہ'' پر عوام کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کے لوگ بھی اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے ان کے ہاں جایا کرتے تھے......اس سلسلے میں میانوالی کے تاجر کے قتل کا مقدمہ اور اسلام آباد کے ایک حاجی صاحب کی گاڑی چوری کا مقدمہ اور دیگر کافی واقعات مشہور ہیں......طوالت کے خوف سے ہم انہیں نقل نہیں کررہے......

☆امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اسی نام سے ''شعبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' قائم فرمایا......یہ شعبہ دراصل وہاں کی ''پولیس'' تھی...... اس شعبے کی کافی وسیع ذمہ داریاں تھیں......جن میں سرفہرست ''اقامت صلوۃ'' کی پابندی کرانا اور منکرات کا سدباب تھا......چنانچہ نمازوں کے اوقات میں اس شعبے کے اہلکار بازاروں اور گلی ، محلوں میں گشت کرتے رہتے...... یہاں تک کہ مجاہدین کے ''اوطاقوں'' (ٹھکانوں) پر بھی چھاپے مارتے......اور نماز کی پابندی کراتے......نماز کے اوقات میں کسی کو کسی کام کی اجازت نہ تھی......سفر کرتی گاڑیاں خود بخود رک جاتیں......دوکانیں اور بازار خالی ہوجاتے اور مسجدیں آباد ہوجاتیں......ٹی وی ، وی سی آر ، گانے بجانے ، تصاویر ، فلمیں ، فحاشی و عریانی پر مبنی لٹریچر سے پورے ملک کو پاک کر کے ایک پاک ، صاف اور باحیاء معاشرے کی تخلیق میں اس شعبے کا بنیادی کردار رہا......گویا یہ شعبہ '' اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورة الحج، ٤١) کی عملی تصویر تھا......

جگہ کی قلت آڑے نہ آتی تو ان پانچ کاموں میں سے ہر ایک پر تفصیلی بات کرتے...... فی الحال اسی پر اکتفاء کرتے ہیں......

خلافت کی ان بنیادی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ نے ملک کے نظم و نسق کو منظم کرنے کے لیے اور انسانی زندگی سے وابستہ ضروریات کو بطریق احسن پورا کرنے کے لیے جو سیٹ اپ بنایا......اس میں درج ذیل وزارتیں اور ادارے شامل ہیں۔

(۱) وزارت دفاع

(۲) وزارت خارجہ

(۳) وزارت داخلہ

(۴) وزارت اطلاعات و ثقافت

(۵) وزارت صحت

(۶) وزارت تعلیم

(۷) وزارت مواصلات

(۸) وزارت معدنیات و صنعت

(۹)وزارت آبپاشی

(۱۰)وزارت مذہبی امور

(۱۱)وزارت بحالی مہاجرین

(۱۲)وزارت پانی وبجلی

(۱۳)وزارت تجارت

(۱۴)وزارت فضائی شہری ہوابازی

(۱۵)وزارت منصوبہ بندی

(۱۶)بیت المال

یہ سب وزارتیں اورادارے نہ صرف یہ کہ موجود تھے بلکہ انتہائی فعال اور منظم تھے......اورانہوں نے بہت کم وقت میں بہت زیادہ کام کیا......لیکن حالت جنگ اور بین الاقوامی تعصب اور پابندیوں کی وجہ سے یہ چیزیں دنیا کے سامنے کھل کر نہ آسکیں......نیز ہم نے یہاں صرف وزارتوں کے نام لکھنے پر اکتفاء کیا ہے......وزارء کے نام اس لئے نہیں لکھے کہ وزارء بدلتے رہتے تھے......اسکے علاوہ ہرصوبے کا الگ گورنر ہوتا تھا......جو پورے صوبے کے نظم ونسق کا نگران ہوتا تھا......بیرونی دنیا سے روابط کے لیے مختلف ممالک میں ''امارت اسلامیہ'' کے سفارت خانے بنائے گئے اورسفیر متعین کے گئے......امیرالمؤمنین رحمہ اللہ نے ملک بھر میں جہاں جہاں بجلی میسر تھی...... وہاں عوام کو بالکل مفت بجلی فراہم کی تھی......عوام الناس سے بجلی کا بل نہیں لیا جاتا تھا......صرف صنعتی اداروں سے پاکستانی ۲۵ پیسے فی یونٹ کے حساب سے بل وصول کیا جاتا تھا......

افغانستان کے ۹۵ فیصد حصے پرحکمرانی کرنے والے یہ امیرالمؤمنین رحمہ اللہ......لوگ سمجھتے ہوں گے کہ...... ان کا شاہی پروٹوکول بھی دیکھنے کا ہوتا ہوگا......نہیں...... ہرگز نہیں...... ملامحمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کوئی بادشاہ، یا دنیا کے روایتی حکمرانوں کی طرح کے حکمران تو نہ تھے...... وہ تو وقت کے ''امیرالمؤمنین'' تھے......اور'' عمراول رضی اللہ عنہ'' و''عمرثانی رحمہ اللہ'' کا مزاج رکھتے تھے......چنانچہ اتنی بڑی سلطنت کے سربراہ مملکت ہونے کے باوجود آپ کا طرز بود و باش بالکل سادہ اور عامیانہ وغریبانہ تھا......لباس بالکل سادہ...... گھر بالکل سادہ......کھانا بالکل سادہ......دفتر بالکل سادہ...... چال ڈھال بالکل سادہ اورمتواضعانہ...... پروٹوکول نام کی کوئی چیز نہ تھی......البتہ دوران سفر حفاظت کے پیش نظر حارسین کا دستہ ضرور ساتھ ہوتا......لیکن اس کے باوجود نہ کبھی ان کے لیے راستے بلاک ہوتے......اور نہ ہٹو، بچو کی آوازیں لگتیں......مولانا محمد مقصود احمد شہید رحمہ اللہ نے آپ کی سادگی کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے......

''ملامحمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے پرانی افغان طرز کے مطابق بنے ہوئے موٹی موٹی دیواروں والے ان کمروں سے گذرتے ہوئے ہمیں لحہ بھر کے لیے پراسراریت کا احساس ضرور ہوا، لیکن جونہی ہم دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تو ایک انجانے مگر پروقار ماحول نے ہم سب کے دلوں کو گویا مسحور کر کے رکھ دیا۔

ہمارے سامنے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کھڑے تھے۔ دراز قد، وجیہ شکل و صورت، سر پر سیاہ عمامہ رکھے، سادہ کپڑوں میں ملبوس ملا صاحب نے سب مہمانوں سے معانقہ کیا اور پھر انہیں بیٹھنے کی دعوت دیتے ہوئے، خود بھی اس مسہری کا سہارا لے کر بیٹھ گئے جس پر گدا تو بچھا ہوا تھا مگر چادر غائب تھی۔ ملا صاحب نے خود اس مسہری کی ٹیک لگائی اور مہمانوں کو گاؤ تکیے پیش کیے۔ بیٹھنے کے بعد کچھ دیر تک تو سبھی مہمان اس عظیم شخص کی جانب دیکھتے رہے جو اتنے بڑے ملک پر حکمرانی کرتے ہوئے بھی اس قدر سادہ طرز زندگی بسر کر رہا تھا۔

جی ہاں! امیر المؤمنین کے کمرۂ ملاقات میں نہ آرام دہ صوفے تھے، نہ خوبصورت کرسیاں، نہ کاغذاتِ صدارت سے سجی دھجی میز تھی اور نہ ہی کمرے کی چھت پر کوئی چمکتا دمکتا فانوس لٹکتا نظر آ رہا تھا۔ بس ایک افغانی قالین تھا جو پورے کمرے میں بچھا ہوا تھا اور اس کی چاروں جانب افغان طرز کے مطابق روئی کے گدے رکھے ہوئے تھے۔ افغانستان کے اکثر علاقے اگرچہ گرمیوں میں بھی مناسب موسم رکھتے ہیں، مگر قندھار ان میں سے نہیں۔ شہر کے آس پاس پھیلے ہوئے وسیع و عریض ریگستانی علاقے کی وجہ سے گرمیوں میں اس شہر میں شدید گرم موسم ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود امیر المؤمنین کے دفتر میں ہماری متلاشی نگاہوں کو ایک بھی ائر کنڈیشن دکھائی نہیں دیا۔ کیونکہ ملا محمد عمر اور ان کے عہدیدارانِ امارت ایسے ہی موسم میں گذر بسر کرتے ہیں۔"

(از: میں نے کابل بستے دیکھا/ص ۱۷)

واقعات تو بہت ہیں...... لیکن مضمون طویل ہوتا جا رہا ہے...... امید ہے کہ ان چند معروضات سے حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے اندازِ حکمرانی کا اجمالی خاکہ اور آپ رحمہ اللہ کی سادگی خوب کھل سامنے آ گئی ہوگی...... اب آخر میں آپ رحمہ اللہ کے چند وہ فرامین نقل کیے دیتے ہیں...... جو آپ رحمہ اللہ نے دوران امارت مختلف مواقع پر جاری فرمائے...... ان فرامین سے بھی آپ رحمہ اللہ کا خالص اسلامی اندازِ حکمرانی سمجھنے میں کافی مدد ملے گی، انشاء اللہ......

مظلوم مسلمانوں کے حق میں جاری کردہ فرمان

امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ عالم اسلام کے سب مظلوم مسلمانوں کا درد اور غم رکھتے تھے اور اسی جذبے کے تحت انہوں نے بعض بین الاقوامی واقعات پر اپنے جذبات کا بھرپور اظہار کیا اور کئی موقعوں پر خلاف عادت احتجاجی بیانات بھی جاری کیے۔ خاص طور پر کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور کوسوو کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر انہوں نے سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ قندھار میں ایک عید کے موقع پر لاکھوں مسلمانوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مسلمان بھائیو! آج افغانستان کے ایک بڑے حصے پر اسلامی حکومت قائم ہے جس کی وجہ سے تم اطمینان اور خوشحالی کے ساتھ عید کی خوشیاں منا رہے ہو مگر اس وقت پر تم ان مظلوم مسلمانوں کو نہ بھولو، جو مختلف علاقوں میں ظالموں کے زیر تسلط ہیں اور اپنی جان و مال اور عزت کے دفاع کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم اس مبارک موقع پر ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے کا عہد کرو اور اگر تم ان کی مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ظالموں سے نجات عطا فرمائیں۔"

(از: میں نے کابل بستے دیکھا)

سرکاری محکموں میں رشوت کے سد باب کے لیے جاری کردہ فرمان

سرکاری محکموں میں رشوت خوری کے سدباب کے پیش نظر امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل فرمان جاری کیا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک اسلامی نظام حکومت میں غدر، خیانت اور رشوت جیسے مالی جرائم میں ملوث ہونا، اسلامی نظام کے بلند اہداف کے منافی اور اس کی بقاء کے لیے انتہائی مضر ہے۔ اور یہ چیز اللہ جل جلالہ کے غضب اور نظام حکومت کی ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔ افغانستان میں اسلامی تحریک طالبان کا قیام اور جدوجہد ایسے مفاسد کے قلع قمع کے لیے ہے تاکہ ان کا رفع دفع ہو سکے۔ اسی مقصد کو روبہ عمل لانے کے لیے مندرجہ ذیل دفعات منظور کی جاتی ہیں:

(۱)......امارت اسلامیہ کی حدود میں کسی شخص کے بارے میں رشوت میں ملوث ہونے کا ثبوت مل جائے تو اسے بطور سزا پانچ سال قید کی سزا دی جائے گی۔

(۲)......امارت اسلامیہ کی ساری عدالتیں اس بات کی پابند ہیں کہ رشوت میں ملوث مجرموں کے بارے میں دفعہ بالا کو نافذ کریں۔

(۳)......یہ فرمان وقت اجراء سے نافذ العمل ہے۔ ملک کے تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کی تشہیر کی جائے۔''

(از: میں نے کابل بستے دیکھا)

عوامی شکایات کے ازالے کے لئے جاری کردہ بیان

عوام کی شکایات سننے اور لکھنے کے متعلق امیر المؤمنین نے امارت اسلامیہ کے گورنروں کے نام مندرجہ ذیل فرمان جاری کیا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دینی اور ملی ذمہ داری کی بجا آوری کے تحت آپ حضرات اپنے اپنے صوبوں میں لوگوں کے مسائل اور جائز شکایات سننے کا اہتمام کریں۔ اس امر کی نگرانی کے لیے ایک باصلاحیت اور فعال شوریٰ تشکیل دی جائے جو تحقیق کر کے لوگوں کے ساتھ گورنروں کے رویے کا جائزہ لیں اور خامیوں کی نشاندہی کریں۔ ان کی تیار کردہ رپورٹ میرے پاس بھیجی جائے۔ اس کام کی طرف اچھی طرح توجہ دیں اور اپنے اپنے صوبوں میں ایک ایک شکایت بکس رکھیں تاکہ وہ آپ کی اصلاحی جدوجہد میں مددگار ہو۔''

(واضح رہے کہ افغانستان کے صوبے صرف ایک بڑے شہر اور نواحی دیہاتوں پر مشتمل ہوتے ہیں) (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

قوم پرستی اور علاقہ پرستی کے سدباب کے لئے جاری کردہ فرمان

افغانستان کے بحران کی ایک بڑی وجہ وہاں کے لوگوں میں رچی بسی قوم پرستی اور علاقہ پرستی تھی۔ یہی وہ ناپاک جذبات تھے جنہوں نے ہنستے بستے افغانستان کو آگ میں دھکیل دیا۔ امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسی حوالے سے طالبان کے لیے ایک خصوصی فرمان جاری کیا:

محترم طالبان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تحریک طالبان کے منشور میں قوم پرستی اور علاقہ پرستی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی ذمہ داری سونپی جاتی ہے وہ اس کی اہلیت اور دینداری پر پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد کی جاتی ہے تاکہ وہ دین وملت کی خدمت کریں خواہ وہ کسی بھی علاقے یا قوم سے تعلق رکھتا ہو، بعض اطلاعات کے مطابق سننے میں آیا ہے کہ بعض فسادی لوگ اس طرح کے مفسدانہ افکار کو رواج دینے کے خواہاں ہیں ان کو حتمی طور پر یہ مفسد خیالات چھوڑنے چاہئیں، ورنہ یہ ان کی دین کی تباہی ورسوائی کا سبب بنے گا۔ مذکورہ بات پر ضرور عمل کیا جائے کیونکہ ایک تو یہ امر واجب ہے، اس کے علاوہ اس کے خلاف کرنے میں ملتِ اسلامیہ کے بہت سے نقصانات بھی ہیں، بطور عبرت گزشتہ زمانے کی تاریخ پر غور وفکر کرلیا جائے۔'' (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

طالبان کی نظریاتی اصلاح کے لئے جاری کردہ فرمان

امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے پیروکار طالبان کو یہ بھی ہدایت کی کہ چونکہ وہ لوگ ملک گیری کی ہوس میں نہیں بلکہ ایک مقدس مشن کی مقدس جنگ لڑ رہے ہیں لہٰذا ہر دم انہیں اپنے اعمال کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جو فرمان جاری کیا وہ اس طرح ہے:

''جیسا کہ آپ کا اور ہمارا مقصد جہاد اور اللہ کی زمین پر اللہ کا مقدس نظام قائم کرنا ہے تو اس مقدس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت اسلامی اصولوں کے مطابق عمل کیا جائے۔ حالت جنگ میں اگر نامناسب کام اور منکرات صادر ہوں گے تو وہ جنگ میں ناکامی اور زخمیوں اور شہداء کی کثرت کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا آپ سب ان منکرات کے سدباب کی جانب متوجہ ہوں اور ہر قیمت پر ان کا سدباب ہونا چاہیے تاکہ شریعت کے مطابق اور اخلاص سے جہاد کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے۔'' (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

پوست (افیون) کی کاشت کی ممانعت کے لئے جاری کردہ فرمان:

کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں استعمال ہونے والی چرس کا ۷۵ فیصد حصہ افغانستان میں پیدا ہوتا ہے اور یہی چرس کی کاشت ہی افغانوں کا سب سے بڑا معاشی سہارا ہے لیکن چونکہ شریعت اسلامیہ میں اس کی اجازت نہیں۔ اس لیے امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے پورے ملک میں چرس کی کاشت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے مندرجہ ذیل فرمان صادر کیا:

''چونکہ چرس کا استعمال شرعی نقطہ نظر سے ایک ناجائز عمل ہے، جس کی وجہ سے انسانی عقل وحواس کمزور ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات زائل بھی ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا وزارت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے وزیر اور تمام ذمہ داروں کو یہ اختیار دیا جارہا ہے کہ جہاں کہیں چرس کا کاروبار یا اس کے کارخانے قائم ہیں ان کا مکمل خاتمہ کردیں اور عوام سے اپیل ہے کہ اسلامی اورانسانی ہمدردی کے تحت ان کا بھرپور ساتھ دیں تاکہ کسی کو ان کی مزاحمت کا موقع نہ ملے۔''

امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے اس فرمان کے اجراء کے بعد خود اقوام متحدہ کے نمائندوں نے اس بات کی گواہی دی کہ افغانستان میں چرس کی کاشت کا ننانوے فیصد خاتمہ ہوچکا ہے۔

(از: میں نے کابل بستے دیکھا)

حقوق نسواں کے بارے میں جاری کردہ فرمان

مغربی دنیا نے طالبان کو حقوق نسواں کی تلفی کے حوالے سے بھی سخت مورد الزام ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ طالبان نے انہیں افغان تاریخ میں سب سے زیادہ حقوق فراہم کیے۔ امیر المؤمنین نے امارت اسلامیہ میں حقوق نسواں کے متعلق مندرجہ ذیل پیغام جاری کیا:

''جیسا کہ شریعت میں عورت کی عزت وعصمت کے مستقل حقوق ہیں، جن پر عمل پیرا ہونے سے عورت کی عزت وعصمت محفوظ رہتی ہے، مگر افغان معاشرے میں بے انصافی پر مبنی غیر شرعی رسم ورواج کے تحت عورت اپنے حقوق سے محروم اور مختلف مظالم کا شکار ہے۔ اس قسم کے مظالم کے سد باب کے لیے مندرجہ ذیل دفعات منظور کی جاتی ہیں:

(۱)......ملک کا کوئی بھی شخص عورت کو دیت، ہرجانہ، صلح وغیرہ میں ہرگز نہیں دے سکتا۔

(۲)......کسی بھی مسلمان کو اجازت نہیں کہ بیوہ عورت کو خاوند کے گھرانے ہی میں نکاح کرنے پر مجبور کرے۔ شرعی اصول کے مطابق بیوہ اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے۔

(۳)......امارت اسلامیہ کے ججوں اور ذمہ داروں کو اجازت ہے کہ درج بالا دفعات کی خلاف ورزی پر سخت سزادیں۔'' (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

اقوام متحدہ کے بارے میں جاری کردہ فرمان

اقوام متحدہ کی جانب سے طالبان پر بار بار اعتراضات عائد کرنے اور اشکالات کرنے پر امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اس بین الاقوامی ادارے کے رویے اور حقیقت کے حوالے سے ایک تفصیلی فرمان جاری کے جس کے آخر میں انہوں نے کہا:

''ہم اقوام متحدہ کے ساتھ بات چیت کے لیے اس شرط پر تیار ہوسکتے ہیں جب وہ اسلام کی حدود اور شریعت کے دائرے کے اندر ہو۔ کیونکہ اقوام متحدہ کا قانون اگر قرآن کے کسی حکم سے متعارض ہو جائے تو کسی مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ اس کو تسلیم کرے، کیونکہ مسلمانوں کی سلامتی کی واحد راہ اسلام ہے۔ جو لوگ اقوام متحدہ سے بہر حال اتفاق کرنے پر مصر ہیں تو یہ صرف اور صرف ان کی جہالت کا کرشمہ ہے۔'' (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر لگائی جانی والی اقتصادی پابندیوں کے ردعمل میں جاری کردہ بیان

نومبر 1999 میں اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہ کرنے کی پاداش میں اقوام متحدہ نے طالبان پر اقتصادی پابندیاں لگادیں اور ساتھ ہی طالبان سے کئی مطالبات کیے اور ان مطالبات کے پورا نہ ہونے کی صورت میں مزید پابندیوں کی دھمکیاں بھی دیں۔ ان دھمکیوں کے جواب میں امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ایک بیان جاری کیا، جس میں افغان قوم کو اس مشکل وقت میں صبر وحوصلہ سے کام لینے کی تلقین کی گئی تھی۔ اس بیان میں کہا گیا کہ:

''اقوام متحدہ کی تازہ پابندیاں ناانصافی پر مبنی ہیں۔ اصل بات اسامہ اور پوست کی کاشت نہیں بلکہ اسلام دشمن قوتیں افغانستان میں اسلامی حکومت کو مضبوط ہوتا نہیں دیکھ سکتیں اور یہ ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ ماضی میں جب اسامہ کی

افغانستان چھوڑنے کی خبریں آئیں تو امریکہ اور کفر کی دیگر طاقتوں نے کہا کہ مسائل صرف اسامہ کے جانے سے حل نہیں ہوتے بلکہ ہمارے مزید خدشات موجود ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسامہ محض ایک بہانہ ہے۔ افغان عوام اللہ پر توکل رکھیں، رزق دینے والی اللہ کی ذات ہے (بے شک)۔ اللہ کی مدد سے افغان عوام مشکلات کا مقابلہ کریں۔ کوئی بھی افغانستان کی اسلامی حکومت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔'' (از: میں نے کابل بستے دیکھا)

محاذوں پر مخالفین کے لئے وائرلیس کے ذریعے نامناسب الفاظ کے استعمال سے ممانعت

محترم طلبہ کرام اور تمام ذمہ دار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ تحریک صرف اور صرف مفاسد کے ختم کرنے اور پورے ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ اور تطبیق کے لیے مخلص اور بہادر طلبہ کرام کی جانب سے شروع کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے ان کو ایسی توفیق بخشی اور ایسی فتوحات سے سرفراز فرمایا جن کو ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ اس وجہ سے تمام طلبہ کرام اور ان کے ساتھ خط پر موجود ساتھیوں پر لازم ہے کہ وہ درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) آپ کو معلوم ہے کہ مخالفین کے مورچوں پر فساق اور کمیونسٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ قصداً ''خط'' پر موجود مجاہدین اور طالبان کو وائرلیس کے ذریعے برے الفاظ اور فحش گالیاں دیتے ہیں۔ یہ ان کا فاسقانہ طرز عمل ہے۔ مجاہدین کو چاہئے کہ وہ ان کے جواب میں گالیاں اور برے الفاظ استعمال نہ کریں اور اپنی پاک زبانوں کو گندی گالیوں سے نجس نہ کریں، اگرچہ مخالفین کا یہ عمل ان کو گالیوں پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن مجید نے مومنین کو واضح حکم دیا ہے کہ مشرکین کے بتوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ پھر وہ اپنی دشمنی اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہیں۔

(۲) ہم سب چونکہ قرآن وسنت کے تابع ہیں اور قرآن کریم کا حکم ہے:

"اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"

''اللہ، اس کے رسول اور اولوا الامر کی اطاعت کرو۔''

ہمیں چاہئے کہ اس مقدس حکم کا اتباع کریں اور اپنے مقامی امیر کے حکم کے بغیر ایک گولی بھی فائر نہ کریں، تاکہ ہم امر الٰہی کی مخالفت اور بیت المال کو ضائع کرنے کے گناہ سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ اور اولوا الامر کی اطاعت میں فتح اور نصرت الٰہی ہے۔ اللہ کی عبادت اور اولوا الامر کی اطاعت کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب کریں۔ "ومن ینصر اللہ ینصرہ" (ترجمہ) جو لوگ اللہ کے دین کی مدد کریں گے اللہ ان کا مددگار رہوگا۔'' وَمِنَ اللّٰہِ التوفیق۔

والسلام

اسلام کا خادم

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

(از: طالبان کا افغانستان)

تحریک کی صفوں سے بے دین، بدکردار اور دنگا فساد کرنے والوں کو نکالنے کے متعلق فرمان

محترم "طالبان"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ رب العزت کے پیارے دین کی خاطر آپ تمام حضرات کو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے تحریک کے خلاف قدم اٹھایا ہو یا دیگر بدکردار اور فساد کرنے والے لوگ جن کا جرم ثابت ہو چکا ہو اور انہوں نے خود کو تحریک میں شامل کر لیا ہو، چاہے محاذوں پر ہوں، جہاں بھی ہوں، انہیں برطرف کر دیا جائے اور اپنے گھروں کو بھیج دیا جائے۔

امن نافذ کرنے والے اہلکاروں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ ایسے بدعنواں افراد کو گرفتار کریں یا سزا دیں، کوئی ان کا راستہ نہیں روک سکتا۔ وزارت "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" اور ملکی اور نظامی ایجنسیوں کو بھی یہ ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔

والسلام

خادم اسلام

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

(از: طالبان کا افغانستان)

باجماعت نماز پڑھنے کے بارے میں فرمان سرکاری اور انتظامی اداروں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جیسا کہ ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ بعض مجاہدین اور سرکاری اداروں کے بعض افراد نماز میں سستی کرتے ہیں، یا سرے سے پڑھتے ہی نہیں یا پڑھتے ہیں مگر جماعت کے بغیر۔ آئندہ کے لیے بطور تنبیہ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ذمہ دار، اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ماتحت اور زیر دست لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرے اور دین کے اہم رکن (نماز) کے بارے یں انہیں پابند بنائے کہ وہ نماز اپنے اوقات میں اور باجماعت پڑھیں۔

اس حکم کے اجراء اور نفاذ کے لئے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے افراد کو ذمہ داری سونپی گئی ہے، اگر کوئی نماز نہ پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہوا یا اسے کوئی سزا ہوئی تو اسے شکایت کا استحقاق نہ ہوگا۔

والسلام

اسلام کا خادم

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

(از: طالبان کا افغانستان)

''دولت اسلامیہ افغانستان'' کے نام میں ترمیم کرکے ''دولت'' کی جگہ ''امارت'' کا لفظ استعمال کرنے کے بارے میں فرمان

شق نمبر ا:

''دولت اسلامیہ افغانستان'' کو ''امارت اسلامیہ افغانستان'' سے تبدیل کر دیا جائے۔

شق نمبر ۲:

ملک کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں ''دولت'' کے لفظ کو ''امارت'' سے تبدیل کر دیا جائے۔

شق نمبر ۳:

تمام ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ وہ ہر طرح کی شکایات، مکتوبات، اسناد، مہر، تختیاں اور ہر طرح کے کاغذات میں ''شق نمبر ۲'' کے مطابق تبدیلی لائیں گے۔

شق نمبر ۴:

فرمان درج بالا ۲۱/ ۷/ ۱۳۷۶ھ سے قابل عمل ہوگا۔ اس کو پورے ملک میں قانونی طور پر رواج دیا جائے۔

والسلام

اسلام کا خادم

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

(از: طالبان کا افغانستان)

موسیقی اور گانوں کی کیسٹوں کی ممانعت کے بارے میں جاری کردہ فرمان

تمام ذمہ داروں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پورے ملک میں ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے تمام ذمہ داروں کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ امارت اسلامیہ کی حدود کے اندر گاڑیوں میں یا کہیں بھی گانے اور موسیقی کی کیسٹیں سنتے ہوئے کسی کو پکڑ لیں تو گاڑی اور جملہ کیسٹیں ضبط کر لی جائیں اور گاڑی سمیت کیس مقررہ اداروں کے سپرد کر دیا جائے۔

والسلام:

اسلام کا خادم

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

(از: طالبان کا افغانستان)

☆......☆......☆

☆......☆......☆

الوداع ---- امیر المومنین

پھر اک جہانِ درد کی تخلیق ہو گئی
جب رحلتِ امیر کی تصدیق ہو گئی

حق وہ ہے جس کے سامنے باطل بھی ماند ہو
حقانیت کی دہر میں تحقیق ہو گئی

کر پائے منتشر نہ ذرا مومنین کو
خود اتحادِ کفر میں تفریق ہو گئی

جیتے جی قدر کر نہ سکے ہم امیر کی
بعد از وصال مدح کی توفیق ہو گئی

مسٹر بھی عیب ملّا پہ ثابت نہ کر سکا
تحقیق ان پہ صورتِ تدقیق ہو گئی

اہلِ خرد بھی مان گئے عشق کا مقام
اہلِ جنوں کی اور بھی توثیق ہو گئی

صدیق کی حیات میں تنقیصِ حکمِ رب
ممکن نہیں، نیابتِ صدیق ہو گئی
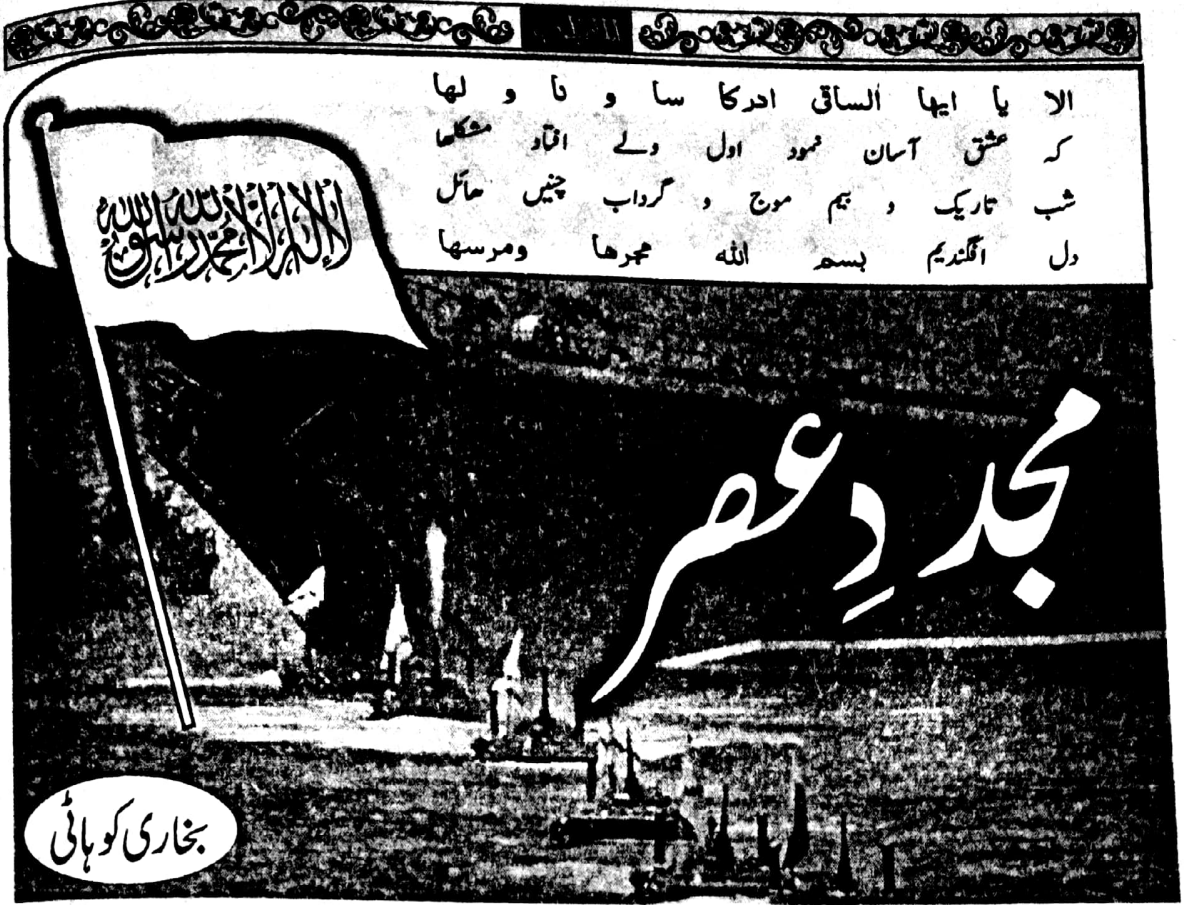
(راز میرٹھی)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا آخری دین اسلام کامل اور مکمل طور پر دنیا کے سامنے آکر کب کا عالمگیر اعلان کر چکا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ۔3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین کی حیثیت سے اسلام کو تمہارے لئے پسند کر چکا۔

اس امت کی عمر باقی امتوں کے مقابلہ میں دراز ہے۔ جتنا زمانہ طویل ہوتا ہے تو اس میں تغیرات اور انقلابات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ لہذا ہر زمانہ میں امت کیلئے اصلاح وتجدید کی ضرورت رہتی ہے اور امت کو ایسے مجدد کی ضرورت رہتی ہے جو اپنے عصر کے مزاج کے مطابق امت میں زندگی کی نئی لہر پیدا کر دے۔ یہاں پر اس موضوع سے متعلق محقق عصر علامہ ندویؒ کی کتاب کے چند اقتباسات نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

"امت اسلامیہ کا زمانہ سب سے زیادہ پر از تغیرات ہے: یہ دین چونکہ عالمگیر دین ہے اور یہ امت آخری امت اور عالمگیر امت ہے دنیا کے مختلف انسانوں اور مختلف زمانوں سے اس امت کا واسطہ رہے گا اور ایسی کشمکش کا اس کو مقابلہ کرنا ہوگا جو کسی دوسری امت کو دنیا کی تاریخ میں پیش نہیں آئی۔ اس امت کو جو زمانہ دیا گیا ہے وہ سب سے زیادہ پر از تغیرات اور پر از انقلابات ہے اور اس کے حالات میں جتنا تنوع ہے وہ تاریخ کے کسی گزشتہ دور میں نظر نہیں آتا"

"اسلام کی بقا اور تسلسل کے غیبی انتظامات: ماحول کے اثرات کا مقابلہ کرنے کیلئے اور مکان وزمان کی تبدیلیوں سے عہد براہ ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے دو انتظامات فرمائے ہیں۔

(1) ایک تو یہ ہے کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کامل ومکمل اور زندہ تعلیمات عطاء فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اور تبدیلی کا بآسانی مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ان میں ہر زمانہ کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔

(2)دوسرا اس نے ذمہ لیا ہے (تاریخ اس کی شاہد ہے) کہ وہ اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطاء فرماتا رہے گا۔ جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے اور مجموعاً یا انفراداً اس دین کو تازہ اور اس امت کو سرگرم عمل رکھیں گے"

"مذاہب کو زندہ اشخاص کی ضرورت: دراصل کوئی مذہب اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور ان خصوصیات کو زیادہ دیر تک برقرار نہیں رکھ سکتا اور بدلتی ہوئی زندگی پر اثر نہیں ڈال سکتا جب تک وقتاً فوقتاً اس میں ایسے اشخاص پیدا نہ ہوتے رہیں جو اپنے غیر معمولی یقین، روحانیت، بے غرضی و ایثار اور انہی اعلیٰ دماغی اور قلبی صلاحیتوں سے اس کے تن مردہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دیں اور اس کے ماننے والوں میں نیا اعتماد اور جوش اور قوت عمل پیدا کردیں" (ماخوذ از تاریخ دعوت و عزیمت)

قارئین کرام! مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں ان کو پڑھ کر بندہ کے ذہن میں تو ایک ہی نام گونجتا ہے اس عصر کا مجدد "امیر المومنین ملا عمر مجاهد رحمہ اللہ تعالی" ہے۔

1923ء میں جب آخری اسلامی خلافت، خلافت عثمانیہ کا سقوط کرا دیا گیا تو 1995ء کے عرصہ تک امت ایک عجیب و غریب صورت حال سے دوچار تھی۔ نام کے 56 اسلامی ممالک موجود تھے، مگر ایک خالص اسلامی حکومت کیسی ہوتی ہے؟ مسلمانوں کے ذہن سے یہ تصور ہی محو ہو گیا تھا۔ حدود و قصاص، مکمل شرعی پردہ اور ملکی سطح پر اسلامی نظام تعلیم سرکاری سطح پر ایک ایسی جاندار اسلامی حکومت، ایک ایسا غیرت مند مسلمان حاکم جس کے دل میں صرف مسلمانوں کا درد ہو، جو مظلوم مسلمانوں کیلئے تڑپ اٹھے۔ جس کے ملک کے دروازے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والے پاسپورٹ کے حامل مسلمانوں کیلئے ہر وقت کھلے ہوں۔ جو مسلمانوں کیلئے نرم اور کافروں کیلئے سخت ہو۔ جو عالم کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔ جو کفار کے کسی ناجائز مطالبہ پر سر تسلیم خم نہ کر سکے۔ وہ مسلمان حاکم جس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سب سے مقدم ہو۔ وہ مدبر سیاستدان جو چٹائی پر بیٹھ کر صرف اسلام کو منشور بنا کر اسلام کے حق میں فیصلہ کر سکے جو شریعت اسلامی پر کسی قسم کی سودہ بازی نہ کرے۔

یہ سب وہ باتیں تھیں جو صرف کتابوں میں رہ گئیں تھیں انکی عملی صورت کو مسلمانوں کی نگاہیں ترس چکی تھیں تب خداوند کریم کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور مسلمانوں کے سامنے ایک ایسی شخصیت کا ظہور ہوا جس نے ان بھولے ہوئے احکامات کی تجدید کردی۔ امت مسلمہ کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور کفر کے دماغ کو ٹھکانے لگا دیا۔ ہمارے پیر و مرشد بھی اپنی ایک مجلس میں اسی بات کی طرف اشارہ ان الفاظ کے ساتھ فرما رہے ہیں:

''اہل علم اگر انصاف سے غور کریں گے تو حضرت امیر المومنین کو پندرھویں صدی ہجری کا مجدد مانیں گے۔ شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جب افغانستان کا سفر فرمایا تو ان پر عجیب والہانہ کیفیات طاری رہیں، ایک بار فرمایا:

قندھار سے کابل تک ایک آدمی بھی بغیر داڑھی کے نظر نہیں آیا، کوئی عورت بھی بے پردہ نہیں...... یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ ہم ساری زندگی محنت کر کے ایک گلی یا ایک محلے میں یہ ماحول قائم نہ کر سکے جو یہاں ہزاروں میل تک قائم ہو چکا ہے۔ یہ سب باتیں کرتے ہوئے ان کی آنکھوں میں چمک اور آنسو ایک ساتھ جمع ہو جاتے اور بے خودی کے عالم

میں حضرت امیر المومنین کی تعریف کرتے رہتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں وہ کس قدر اونچے معیار کے عالم، بزرگ اور ولی تھے اور مبالغہ آرائی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھی۔ حضرت اقدس مولانا محمد موسیٰ روحانی قدس سرہ نے فرمایا کہ امیر المومنین نے سو فیصد حضرات خلفائے راشدین کا دور زندہ فرمادیا'' (رنگ و نور، سعدی کے قلم سے)

بت شکن: حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی وہ بات نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے بارے میں لکھا ہے:

''دنیا میں جو کچھ پتھروں کو جوڑ کر کوئی بت بنالیا جاتا ہے تو یہ بت بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پتھر وغیرہ سے بنتا ہے اس لئے وہ انتظار کرتا ہے کہ کوئی بت شکن آئے اور اسے توڑ ڈالے تاکہ اللہ کے سوا اس کی پوجا نہ کی جاسکے''۔

بامیان کے بتوں کو دو ہزار سالوں سے اپنے بت شکن کا انتظار تھا اور ان بتوں کے محافظ اس زمانہ میں بہت مالدار اور طاقتور تھے حضرت امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ نے سعادت عطا فرمائی۔

مجدد عصر حاکم اصل: اس مجدد عصر کی کس کس ادا کا تذکرہ کیا جائے؟ اس زمانے کا سب سے بڑا فتنہ وہ غلام حکمران ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ایک اشارے پر سربسجود ان کے دربار میں حاضری دینے کو باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں اور غیر مسلم کے ذہنوں سے یہ تصور ختم ہو چکا تھا کہ کوئی مسلمان بادشاہ عالم کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کران کے منہ پر تھوک سکتا ہے۔ ہمارے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت کا معرکۃ الآراء مسئلہ شیخ اسامہؒ شہید کی حوالگی کا تھا، اتنا شدید دباؤ... اگر کوئی دوسرا حکمران ہوتا تو کب کا دب جاتا مگر قربان جاؤں امیر المومنینؒ نے دشمن کے دانت کھٹے کردیئے۔ ملاحظہ فرمائیے مجدد عصر کا یہ ایمان افروز جواب:

''تمام حکومتیں ہمارے مقابلے پر آئیں تو بھی دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسامہ کو حوالے کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی، اسامہؒ ہمارا مہمان ہے اسے ہم کسی دباؤ یا لالچ پر کسی کے بھی حوالے نہیں کرسکتے کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے حوالے نہیں کرسکتا''۔

یہ ہے ایک ایسے غیرت مند حاکم کے الفاظ جن کے وجود کا تصور مسلمانوں کے ذہن سے ختم ہو گیا تھا۔ جب امریکہ نے افغانستان پر رات کے اندھیرے میں کروز میزائلوں سے حملہ کیا تو مجدد عصر دبنے کے بجائے ڈٹ گئے اور فرمایا:

''پورا افغانستان بھی الٹ جائے، ہم تباہ و برباد ہو جائیں تو بھی شیخ اسامہؒ کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے، میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالے کروں''۔

ایک حاکم کو اپنی جان سے بھی پیاری چیز اس کی حکومت ہوتی ہے یہ الفاظ لکھنا آسان مگر کسی حاکم کا ان الفاظ کے ذریعے کفر کو چیلنج کرنا بہت مشکل ہے۔ مجدد عصر کی کس کس ادا کو یاد کیا جائے۔ یقیناً دین اسلام کے ان دم توڑتے احکامات کو انہوں نے زندہ کرکے امت کو شجاعت اور غیرت کا درس دیا امت مسلمہ ہمیشہ ان کو یاد کرتی رہے گی۔ مسلمان حکمران کے ہاتھ سے جب ان کی حکومت چھین لی جاتی ہے تو ساری دنیا ان کی رسوائی کا تماشا دیکھتی ہے مگر ہمارے حضرت امیر المومنین کے خلاف جب ساری دنیا کے کافر اکٹھے ہو گئے اور ان کی حکومت چھینی گئی اور ایسے حالات بظاہر نظر آرہے تھے کہ اب افغانستان میں دوبارہ طالبان کی حکومت خواب و خیال بن جائے گی تو اس وقت میں مجدد عصر کی آواز شیر کی طرح گونج

اٹھی۔ امیر المومنین کا امارت اسلامیہ افغانستان پر امریکی حملوں سے قبل افغانی قوم سے خطاب ملاحظہ فرمائیں:

"عجیب بات ہے کہ میں نہ حواس باختہ ہوں اور نہ ہی بے دینوں کے ساتھ اسلام کے خلاف راستہ اختیار کرتا ہوں باوجودیکہ میرا اقتدار بھی خطرے میں ہے، میری سربراہی اور کرسی بھی خطرے میں ہے اور میری جان بھی خطرے میں ہے پھر بھی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہوں، اگر میں کافروں کے مطالبے پر ایسی راہ اختیار کرلوں جو اسلام کے خلاف ہو ان کے ساتھ موافقت کروں اور ان کیساتھ معاملات ٹھیک رکھوں تو میری ہر چیز مستحکم ہوگی، میری بادشاہی اور سلطنت بھی برقرار رہے گی اور اسی طرح طاقت، پیسہ اور جاہ وجلال بھی خوب ہوگا جس طرح دیگر ممالک کے سربراہوں کا ہے۔ لیکن میں اسلام کی خاطر ہر قربانی کیلئے حاضر ہوں سب کچھ کرنے کیلئے حاضر ہوں جان قربان کرتا ہوں۔ سب کچھ سے بے پرواہ ہو چکا ہوں سلطنت، اقتدار، اور ہر چیز کی قربانی کا عزم کر چکا ہوں۔ اسلامی غیرت کرتا ہوں اور اسلام پر فخر کرتا ہوں"

پندھوریں صدی ہجری میں ایک مکمل اسلامی حکومت کا قیام امیر المومنینؒ کا وہ تجدیدی کارنامہ ہے جس کو امت صدیوں تک یاد رکھے گی۔ آج کی مجلس اختتام...... آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کرنا مناسب ہوگا جس میں ایسے ہی مجدد موعود کا ذکر ہے۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھادینھا

(ابوداؤد، باب مایذکر فی قرن المائۃ، حدیث نمبر 4293)

☆......☆......☆

بے "عمر" سونا پڑا تھا مدتوں سے مے کدہ
پھر وہ دریا نوش، رند تشنہ کام آ ہی گیا

حضرت امیر المومنینؒ ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا خاندان

زبیر طیب

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد ایک عظیم دینی علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ صدیوں سے آپ کا خاندان دینی خدمت کے حوالے سے معروف تھا، آپ کا پورا نام محمد عمر مجاہد تھا، جبکہ آپ کے والد کا نام مولوی غلام نبی اخوند بن مولوی محمد ایاز اخوند تھا۔ آپ ہوتک نامی قبیلے کی ایک نامور شاخ سے تعلق رکھتے تھے جو قندھار میں تقریباً ایک سو سال سے آباد ہے۔

ملا محمد عمر برصغیر کے عادل و مجاہد حکمران احمد شاہ ابدالی کے دار الخلافہ قندھار کے گاؤں نوری میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد محترم مولوی غلام نبی مدرسہ و مسجد میں تدریس و امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ قبل ازیں آپ کا خاندان افغانستان کے صوبہ زابل کے اضلاع شکئے اور بیروت میں آباد تھا جہاں اب تک پانی کا ایک چشمہ آپ کے خاندان کے ایک صاحب نسبت بزرگ کے نام سے موسوم و معروف ہے۔ صدیوں سے علمائے کرام پر مشتمل یہ خاندان دینی خدمت کے جذبہ کے حوالے سے خاص شہرت کا حامل تھا۔ ملا محمد عمر کے تقریباً تمام آباء و اجداد افغانستان کے جنوبی صوبوں قندھار، زابل اور ارزگان کی مختلف مساجد میں امام و خطیب رہے۔ پورے افغانستان میں ملا یا مولوی کے نام سے مشہور تھے۔ طویل عرصہ سے عوام کی ایک بڑی تعداد اپنے دینی مسائل اور معاشرتی و سماجی الجھنوں کی اصلاح کے لیے اس خاندان کے بزرگوں سے رجوع کرتی رہتی تھی۔

ملا محمد عمر محض 3 سال کے تھے کہ آپ کے والد گرامی مولوی غلام نبی اخوند چالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کا ایک چھوٹا بھائی اور تین بڑی بہنیں کم سنی ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں۔ اس لیے والد کے انتقال کے بعد نہ صرف آپ یتیم تھے، بلکہ اکلوتے بیٹے اور بہن بھائیوں سے محروم والدین کی واحد اولاد بھی۔ اس وقت کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ یتیم اور مسکین بچہ جہاد فی سبیل اللہ، جرأت و بہادری، تواضع، صبر و توکل علی اللہ کی بدولت امیر المومنین بننے والا ہے۔

والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ سے بڑے چچا مولوی محمد انور نے عقد نکاح کر لیا جس سے اللہ نے 3 لڑکے اور 4 لڑکیاں دیں۔ ملا محمد عمر نے اپنے بڑے چچا مولوی محمد انور کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ یہ آپ کے

سوتیلے والد بھی تھے۔ دیگر چچاؤں میں حاجی ملا محمد حنفیہ اخوند، حاجی ملا محمد جمعہ اخوند اور حاجی ملا محمد ولی اخوند شامل تھے۔ ملا محمد ولی اخوند پیر صاحب کے نام سے معروف تھے۔ آپ کے تمام چچا درویش صفت بزرگ تھے، مگر ان میں ملا محمد ولی اخوند زبردست ذاکر و شاغل اور اکثر اوقات سر بسجود رہتے تھے۔ تمام خاندان ایک ہی گھر میں افہام و تفہیم اور اتفاق کے ساتھ رہ رہا تھا اور خاندان کے تمام نوجوان عملاً جہاد فی سبیل اللہ میں شریک تھے۔ افغانستان سے فسق و فجور اور منکرات کے خاتمے کے لیے امت مسلمہ کے شانہ بشانہ بے دریغ جانی و مالی قربانیاں پیش کیں۔

ملا محمد عمر نے ابتدائی تعلیم اپنے مربی و سرپرست اور انتہائی مشفق اور مہربان چچا سے حاصل کی۔ یہ سوتیلے والد اور چچا صوبہ ارزگان کے ضلع بیروت میں ایک مسجد کے امام و خطیب تھے۔ یہاں ان کے پاس ہمہ وقت طلبہ کرام کی ایک بڑی تعداد دینی علوم کے حصول میں مصروف عمل رہتی تھی۔ آپ نے قرآن، حدیث اور فقہ کا علم کئی دیگر اساتذہ سے بھی حاصل کیا جن کے نام یقینی طور پر اب تک نہیں دستیاب ہو سکے۔ اس خالص دینی ماحول میں ملا محمد عمر نے اپنا بچپن گزارا۔ کچھ وقت آپ نے اپنے ایک دوسرے چچا مولوی محمد جمعہ اخوند سے بھی اکتساب علم کیا۔

صبر و قناعت کے خوگر اس قبائلی خاندان نے ہمیشہ اسلام کی سربلندی اور دینی احکامات کی بجا آوری کو وطیرہ بنائے رکھا۔ حب جاہ و حشمت اور دنیاوی مفادات کبھی ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک نہ صرف ملا محمد عمر کی بلکہ ان کے چاروں چچاؤں میں سے کسی کی بھی کوئی ذاتی جائیداد زمین اور مکان تک نہیں ہے۔

دینی تعلیم میں فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے کہ 1398ھ مطابق 1978ء میں افغانستان میں کمیونسٹ نواز انقلاب برپا ہوتے ہی ہزاروں دیندار اور غیرت مند نوجوانوں نے جب اس بڑھتے سرخ سیلاب کے آگے بند باندھنے کا اعلان کیا تو اللہ کے ان سپاہیوں میں 18 سالہ وہ پرجوش نوجوان بھی ہاتھوں میں اسلحہ تھامے غضب ناک انداز کے ساتھ شامل تھا۔ ملا محمد عمر نے کچھ عرصہ ارزگان کے ضلع بیروت میں کمیونسٹوں اور روسیوں کے خلاف جہاد کیا، یہاں دشمنوں پر دو الگ الگ حملوں میں آپ زخمی ہوئے۔ پہلے ٹانگ پر راخت کا پٹہ لگنے سے زخمی ہوئے۔ دوسری مرتبہ مشین گن کی زبردست فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ اس مرتبہ ملا محمد عمر شدید زخمی ہوئے۔ علاج ہوتا رہا۔ اللہ نے صحت عطا فرمائی تو دوبارہ روسیوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔
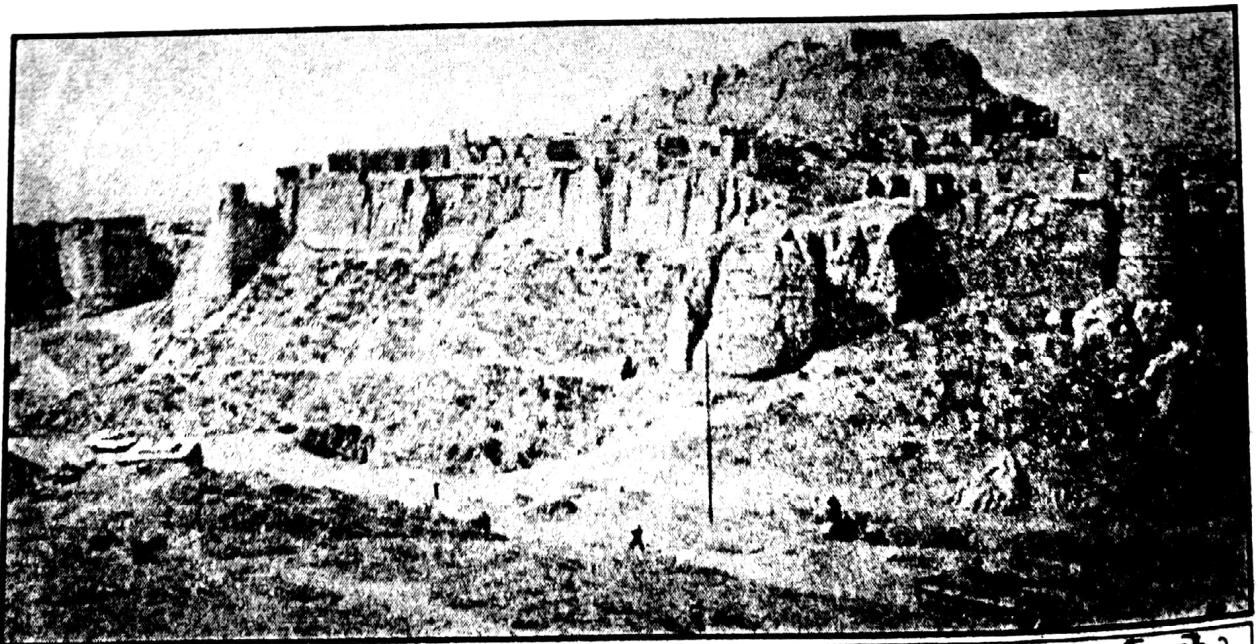
نظر سے ان کی پہلی نظر یوں مل گئی اپنی
حقیقت میں تھی جیسے مدتوں سے دوستی اپنی

ایک یادگار سفر

یادگار نمازِ عید اور ایک پیاری ملاقات

مولانا عارف، مسئول جامعۃ النور، کراچی

1999ء میں بندہ اپنے گھر کراچی میں تھا کہ ایک حوصلہ افزاء خوشخبری ملی کہ طالبان نے ضلع پنج شیر پر یلغار کردی۔ ہمارے مہتمم صاحب دامت برکاتہم نے امتحان سہ ماہی کی تعطیلات اور امتحان کے لیے تیاری کی جو دو ہفتہ کی چھٹیاں ہوتی تھیں، اساتذہ کو فرمایا کہ جو چھٹی کرنا چاہے دو ہفتے افغانستان جانا چاہیے ان کو رخصت ہے۔ چھٹی لینے والوں میں راقم الحروف بھی تھا۔ بندہ کوئٹہ کی گاڑی میں ہی تھا کہ ساتھ بیٹھے ہوئے مسافر نے کہا کہ طالبان تو پیچھے ہٹ گئے اور ان کو نقصان بھی پہنچا ہے بندہ نے حیراں ہو کر کہا کہ خبروں میں فتح کا بتایا گیا آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ نقصان ہوا ہے اور افواج اسلامیہ طالبان پیچھے ہٹ گئے۔ مسافر نے کہا کہ ہاں پہلے فتح ہوا مگر دشمن نے دھوکہ کیا کافی سارے طالبان گرفتار بھی ہوئے اور شہید بھی ہوئے۔

بندہ جب قندھار پہنچا وہاں مفتی عبید الرحمٰن جو اُس زمانے الرشید ٹرسٹ کے ذمہ دار تھے ان کے دفتر کے قریب ہی امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کا گھر اور ساتھ امیر المومنین کا مدرسہ تھا۔ امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے باہر دروازے پر لوہے سے لکھا تھا۔

لا تنس ذکر اللہ ''اللہ کے ذکر سے غافل مت ہونا''۔

مفتی عبید الرحمٰن صاحب نے بندہ کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کے کمانڈر سے ملایا اور کمانڈر صاحب سے بندہ کا تعارف کرایا...... کمانڈر ملا آغا جاں شہید رحمہ اللہ بالکل جوان با اخلاق اور بلوچستان غالباً چمن ضلع سے ان کا تعلق تھا، بس منٹوں میں ہم ایسے بن گئے جیسے پرانے دوست، چونکہ محاذ جنگ پر طالبان کو نقصان ہوا تھا اس وجہ سے افغانستان کے تمام جہادی مدارس میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا تھا، جہادی مدارس میں ہلچل مچی ہوئی تھی، کمانڈر ملا آغا جاں شہید رحمہ اللہ علیہ نے بندہ کو بعد نماز مغرب اپنے ساتھ لیا اور فور بائی فور میں بٹھا کر گاڑی کو اڑاتا چلا گیا اور ساتھ گپ شپ

بھی شروع کی، مجھے کہا کہ ایک مدرسہ میں جانا ہے، وہاں سے محاذ کیلئے مزید ساتھیوں کو وصول کرنا ہے۔ بندہ نے گاڑی میں دیکھا کہ حضرت شیخ محترم امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود اظہر حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، خطبات مجاہد رکھی ہوئی ہے اس وقت شیخ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ جیل میں تھے۔ یہ ۹۹ کا سال تھا۔ بندہ بہت خوش ہوا کہ حضرت جیل میں ہیں اور ان کا فیض کہاں کہاں پہنچ رہا ہے۔

ملا آغا جاں رحمہ اللہ نے پوچھا کہ میں دوسرے مدرسہ میں جا کر کیا بات کہوں بیان میں' بندہ نے کچھ باتیں بتائیں ...... بہرحال ہم دوسرے مدرسہ پہنچ گئے، طلباء کرام مدرسہ کے کھلے صحن میں لالٹینوں کی روشنی میں کتابوں کا مطالعہ کر رہے تھے، ہمیں دیکھ کر وہ فوراً اٹھ گئے، تعارف کے بعد بیان شروع کیا۔ آغا جاں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے، ماشاء اللہ صحابہ کرام ؓ سے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت قاسم نانوتویؒ کا تذکرہ کر کے پھر تحریک طالبان افغانستان کو دارالعلوم دیوبند کے مقاصد سے بہت اچھے انداز میں جوڑا، سبحان اللہ، بڑے باریش طالبان محاذ کیلئے تیار ہو گئے، ہم واپس مرکزی جہادی مدرسہ میں آ گئے، اگلے دن غالباً بعد نماز فجر یا اسی رات بعد نماز عشاء مفتی اعظم افغانستان مولانا عبد العلی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوا، جس میں باغیوں سے جنگ کے احکام بیان فرمائے اور ہمیں بتایا گیا کہ باغی چونکہ مسلمان ہیں اس لیے ان کا مال کھانا حرام ہے۔ ان کے علاقوں، گھروں، کھیتوں کو تباہ کر دو تا کہ بغاوت سے باز آ جائیں مگر کسی چیز کو استعمال مت کرنا، کیونکہ یہ حرام و ناجائز ہے۔

سبحان اللہ...... کیسی تربیت تھی، اسی تقویٰ، پرہیزگاری کا اثر ہے کہ طالبان آج بھی عالم کفر پر مثل زلزلہ کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں، الحمد للہ...... امیر المومنین کے جامعہ میں ایک دارالاقامۃ کا نام مدنی منزل...... دوسرے کا طیب منزل، تیسرے کا قاسم منزل۔ مدنی منزل جہاں لکھا تھا نیچے تحریر کیا گیا تھا:

''بیاد: شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ'' استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔ طیب منزل کے نیچے لکھا ہوا تھا:

''بیاد: مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

قاسم منزل کے نیچے لکھا تھا: ''بیاد: حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' بانی دارالعلوم دیوبند۔

اگلے دن صبح بعد نماز فجر جہادی مدرسہ کے بڑے دروازے کے ساتھ مشرقی جانب دو کمرے تھے، طالبان ایک کمرے میں کتابیں داخل کر کے دوسرے سے اسلحہ وصول کر رہے تھے، گویا کہ، اصحابہ صفہ اور دارالعلوم دیوبند کا حقیقی نقشہ تھا۔ باہر سرکاری بس کھڑی تھی ہم اس میں بیٹھ کر قندھار ائیرپورٹ روانہ ہو گئے وہاں ہر طرف طالبان ہی طالبان تھے، بے ریش طالبان، بعض کی عمر کافی تھی مگر بے ریش ہونے کی وجہ سے ان کا اسلحہ ان سے لے کر ان کو واپس کیا جا رہا

تھا، ہم چہار مشینہ طیارہ جو دراصل تجارتی جہاز ہے اس میں بیٹھ گئے، ہمارا ایک ساتھی جہاز میں لادے گئے، ایک فور بائی فور جو رنگین شیشوں والا وہ اس میں چھپ گیا تھا کیونکہ اس کی داڑھی نہ تھی، افغان فضائیہ کے اس وقت کے سربراہ ملا اختر محمد منصور جہاز میں اوپر تشریف لائے اور جہاز کے فرش پر بیٹھے ہوئے مجاہدین طالبان کا جائزہ لیا ہمارے ساتھی جو گاڑی میں چھپے ہوئے تھے، ان کی طرف توجہ نہ ہوئی کیونکہ ان کی نظر سامنے بیٹھے ہوئے ساتھیوں پر تھی۔ ماشاءاللہ خوب صورت قد و قامت کے مالک، بڑی بڑی آنکھیں سرخ وسفید رنگ تھا۔ (آج کل تو، ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین ہیں) ہم کابل پہنچ کر جہادی مدرسہ کے اساتذہ وطلباء سب کابل ہوٹل میں قیام پذیر ہوئے ......عموماً تو نیچے بنے ہوئے چمن میں بیٹھتے تھے اور دینی امور کا مذاکرہ ہوتا تھا اور میدان جنگ کی مسنون دعاؤں کا خصوصی مذاکرہ ہوتا تھا۔

ہم ابھی محاذ پر پہنچے نہ تھے کہ الحمدللہ! طالبان نے حملہ کر کے دشمن کا وسیع علاقہ واپس فتح کر لیا اور باغیوں سے وہ علاقے جو کئی سال سے فتح نہیں ہو رہے تھے فتح کر لیے۔ میر بچہ کوٹ، قرہ باغ، بگرام ائیر پورٹ کے اردگرد کے کئی علاقے فتح ہوئے، ہمیں بھی محاذ جنگ روانہ کیا گیا۔ جب محاذ پر پہنچ گئے تو ملا فضل اخوند نے امیر المومنین کے جہادی مدرسہ کے طلباء کا استقبال کیا اور فرمانے لگے کہ تحریک کا نمک پہنچ گیا"۔

ہمیں مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا گیا، دشمن کے علاقوں کا صفایا شروع کیا گیا ہم سے قبل بھی کافی صفایا مجاہدین کر چکے تھے۔ دشمن کے کھیتوں، گھروں، باغوں میں جو سب سے خطرناک چیز تھی۔ وہ سرنگیں تھی، جس کی وجہ سے ہزاروں طالبان شہید زخمی گرفتار ہوئے تھے، ان کے گھروں کو جب جلایا گیا تو ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا جن لوگوں نے گھروں یا دکانوں وغیرہ میں اسلحہ چھپایا ہوا تھا ان کے گھروں میں آگ لگ جانے کے بعد دھماکے شروع ہو جاتے تھے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین باغیوں کے ہرے بھرے کھیتوں کو تباہ تو کرتے تھے مگر ان سے انگور جو بالکل پکے ہوئے تھے نہیں کھاتے تھے۔

ایک جگہ ہم چند ساتھی ایک اونچی چار دیواری والے احاطہ میں داخل ہو کر واپس ہوئے ہمیں کچھ نہ ملا تھا۔ کمانڈر آغا جان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کہا کہ آپ لوگوں نے اس احاطہ کو دیکھا، ہم نے کہا کہ ہاں ......اندر کچھ نہیں ہے۔ کمانڈر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود اندر تشریف لے گئے، ہم بھی گئے دیکھا کہ ایک کونے میں ایک ٹیلہ سا تھا مٹی کا اس کے نیچے ایک لمبی سرنگ تھی جو آغا جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معلوم کی تھی اور ہم معلوم نہ کر سکے، میرے ساتھ ان عملیات (آپریشن) میں جہادی مدرسہ کے ایک طالب علم ملا عبدالرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

ماشاءاللہ! بہادر متقی تھے، ہم دونوں اکٹھے گھومتے پھرتے تھے، کاروائی کیلئے ایک بار ہم نے دیکھا کہ دور سے دھواں نظر آرہا ہے، ہم جس احاطے میں تھے کچھ دیر بعد ہم وہاں سے نکلے تو ایک ساتھی کی لاش ایک چادر میں ڈال کر لائی جا رہی تھی ہم نے کہا یہ کیا ہوا اور کہاں ہوا تو اس نے دھوئیں والی جگہ کے بارے میں بتایا کہ طالبان کی گاڑی مائن پر آئی ہم دونوں وہاں بھاگ کر گئے تو کئی طالبان مجاہدین گاڑی کے مائن پر الٹنے کے بعد اس کے نیچے دب گئے تھے اور گاڑی سے شعلے بھڑک رہے تھے۔ مجال تھی کہ کوئی قریب جا سکے، آغا جان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قریب جانے کی کوشش کی تو

ساتھیوں نے چیخ کر ان کو روکا کیونکہ مجاہدین نیچے دب گئے تھے ان کی گولیاں آگ کے لگنے کی وجہ سے نامعلوم سمت کی طرف چل رہی تھی۔

بہر حال یہ خوفناک منظر اس وقت ختم ہوا جب آگ بجھ گئی، ساتھی جو شہید ہو گئے تھے سرتا پیر مکمل کوئلہ کی طرح بن گئے تھے اور قطعاً نا قابل شناخت چار پانچ ساتھی شہید ہو گئے، اتنے ساتھی زخمی ہوئے اس دھماکہ میں۔

امیر المومنین کے مدرسہ کے ناظم صاحب جناب قاری صادق صاحب نے اگلے دن جہادی مدرسہ کے طلباء کو جمع کر کے محاذ پر خطاب فرمایا کہ اس دھماکہ میں شہید ہونے والے ایک طالب علم (جس کی لاش جلنے سے بچ گئی تھی اور شدید زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے) ہمارے جامعہ میں سب سے زیادہ متقی تھے اور علم کے لحاظ سے بھی اول نمبر تھے، ناظم صاحب فرما رہے تھے ایک دن قبل اس متقی طالب علم نے دعا کی:

یا اللہ! مجھے اصحاب المقربین میں سے بنا دیجئے تو اللہ پاک نے اس کی دعا قبول کی...... راقم الحروف کو ان کا نام یاد نہیں ناظم صاحب نے نام لیا تھا...... اس کامیاب کاروائی کے بعد کہ ان کے زیر زمین سرنگوں کو تباہ کر دیا گیا، اصحاب الشمال نے پھر کبھی بغاوت نہ کی، اس آپریشن کے دوران بندہ دیگر ساتھیوں کے ساتھ ایک گھر میں داخل ہوا دروازے میں فتنے میں ڈالنے کیلئے خاتون کھلے چہرے کے ساتھ ہمیں کہنے لگی کہ:

ملا صاحب درخانہ ہیچ چیز نے نیست (ملا صاحب گھر میں کوئی چیز نہیں)۔ ہم اندر داخل ہوئے تو ایک بابا جی کہنے لگے، ملا صاحب کوئی چیز نہیں ہم تو توت کھاتے ہیں۔ بندہ جب باورچی خانہ میں داخل ہوا ایک بڑے برتن سے دوسرا برتن ہٹایا تو کافی آٹا گوندھا ہوا رکھا تھا۔ بندہ حیران ہوا کہ بابا اور خاتون کیا کہہ رہے ہیں؟ اور اتنا سارا آٹا گوندھ رکھا ہے، جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا ان کا شعار تھا۔

ایک اور گھر میں ملا عبدالرحمٰن شہیدؒ کے ساتھ بندہ داخل ہوا اندر کمرے میں جب داخل ہوا، قالین اٹھایا پھر ایک تختہ اٹھایا اس کے نیچے سرنگ ملی۔ بندہ فوراً اس سرنگ میں اتر گیا، باہر سے ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ چیخ چیخ کر آوازیں دینے لگے۔ بندہ نے جواب نہ دیا اور سیدھا صحن کی طرف بنے ہوئے سرنگ کے منہ سے نکل گیا، جب باہر آیا تو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بہت غصہ ہو گئے کہ جواب کیوں نہ دیا...... بندہ نے عرض کیا کہ سرنگ زیادہ لمبی نہ تھی میں نے سوچا کہ جلدی نکل جاؤں گا......

بہر حال امیر لمومنین کے جہادی مدرسہ کے طالبان کو بندہ نے بہت بہادر پایا۔ ہمارے کمانڈر صاحب ملا آغا جان شہید رحمۃ اللہ علیہ ماشاء اللہ متقی، پرہیزگار تھے، دو تین سال قبل امریکہ کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ بلوچستان ان کے آبائی علاقہ میں جب پڑھا گیا تو اس دوران ان کی والدہ نے ان کے دوسرے بھائی کو جہاد پر روانہ کیا۔

''ماہنامہ''المرابطون'' میں ملا آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد کسی ساتھی نے ان کے احوال لکھ کر ارسال کئے تھے، مجھے ماہنامہ ''المرابطون'' (بارک اللہ فیہا) کے ذریعے ان کی شہادت کا علم ہوا چلو اب ایک یادگار نماز عید کا تذکرہ کرتے ہیں جو ہم نے عالی قدر امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں ادا کی......

بندہ عید الاضحیٰ کے موقع پر قندھار امارت اسلامیہ کیلئے الرشید ٹرسٹ کی طرف سے جو قربانیاں کی جاتی تھیں

،ٹرسٹ کا پہلا سال تھا اس سلسلہ میں حاضر ہوا دیگر ساتھیوں کے ساتھ یہ ۹۷ کی بات ہے، بندہ جب عید الاضحیٰ کی نماز کیلئے وسیع وعریض میدان میں پہنچا تو تاحد نظر اللہ کی مخلوق ہی نظر آرہی تھی جو کچھ دیر بعد ہی عالی قدر امیر المومنین کی امامت میں اپنے خالق حقیقی کو سجدہ کرنے والے تھے، عجیب پرنور روح پرور منظر تھا سات لاکھ افراد کا اندازہ تھا کیونکہ قندھار میں امارت اسلامیہ کی حکومت میں سب اکٹھے شہر کے باہر امیر المؤمنین کی امامت میں نماز ادا کرتے تھے، پہاڑوں پر بھاری قسم کا اسلحہ نصب تھا، فضاء میں جنگی جہاز مسلسل پرواز کررہا تھا، کچھ دیر بعد رنگ برنگ ایک قافلہ آیا جس میں قسم قسم کے حارسین باڈی گارڈ تھے۔ کئی اقسام کی گاڑیاں تھی، پتا چلا کہ شیر اسلام جناب شیخ اسامہ بن شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاچکے ہیں۔

بندہ نے اچھل اچھل کر شیخ اسامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی کوشش کی مگر ہجوم کی وجہ سے نظر نہ آئے۔ پھر اسی طرح طمراق اور زبردست حارسین مجاہدین کے جلوہ میں رنگ برنگ اسلحوں، گاڑیوں کی قطاریں ہمارے پیارے محبوب عالی قدر امیر المومنین علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ لوگ ان کی سفید گاڑی کے پاس بھاگے اور عقیدت سے گاڑی کو چومنے لگے۔

اے دنیا بھر کے حکمرانو! یہ تھی حکمرانی جسموں پر نہیں دلوں پر حکمرانی تھی۔ لوگوں کی اس طرح عقیدت لوگوں کو کچھ دینے سے ہوتا ہے ہاں حکمرانوں پر جو حق عوام کا ہے وہ ادا ہو اور اللہ کے حقوق بھی حکمران ادا کریں تو لوگوں کے جسموں کے ساتھ دل بھی حکمرانوں کے سامنے جھک جاتے ہیں۔

بہرحال عالی قدر امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عید ادا فرمائی، پہلی رکعت میں اپنی مخصوص آواز میں تجوید کے ساتھ سورۃ انبیاء کا دوسرا رکوع تلاوت کیا گیا۔

ان للمتعتين مفاذا الخ

دوسری رکعت کی سورت بندہ بھول گیا......

نماز کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا شیخ یحییٰ مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ پڑھا بہت خوبصورت عربی لہجہ میں۔

نماز عید کے بعد، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے خود صرف اپنی گاڑی اکیلے تیز رفتاری کے ساتھ چلاتے ہوئے لاکھوں لوگوں کے درمیان لائے اور چکر کاٹ کر حارسین مجاہدین کی طرف نکل گئے...... سبحان اللہ گویا یہ عید کے بعد کی ملاقات تھی...... مبارکباد تھی...... عید کی شام ہمارے پاکستانی علماء مجاہدین نے گورنر قندھار ملا محمد حسن رحمانی رحمۃ اللہ اور دیگر کچھ وزراء کی دعوت کی...... وزیر خارجہ ملا غوث صاحب چمن میں بیٹھے ہوئے تھے، دیگر اکابر مجاہدین علماء کے ساتھ، بندہ بھی قریب بیٹھا ہوا تھا۔ وزیر خارجہ ملا غوث صاحب فرمارہے تھے کہ ایک بار ایک امریکی سفیر نے مجھے کہا کہ آپ لوگ ملا عمر کو امیر المومنین کیوں کہتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا ہم افغانی مومن ہیں اور ملا عمر ہمارے امیر ہیں تو ملا عمر امیر المومنین ہوگئے۔

پھر دوسرا سوال کیا آپ لوگ افغانستان کے فتح کے بعد کیا کروگے پڑوسی ممالک کے ساتھ؟

تو میں نے (ملاغوث) نے جواب دیا کہ ہم پڑوسی ممالک کے ساتھ اسلامی اخلاق کے مطابق معاملات کریں گے، تو امریکی سفیر نے مجھے کہا کہ آپ نے دونوں باتیں غلط کہی ہیں۔ آپ لوگ ملاعمر کو امیر المومنین جو کہتے ہو اس کو صرف افغانوں کا نہیں بلکہ سارے عالم کے مومنوں کے سربراہ قائد سمجھتے ہو۔

دوسری بات کے بارے میں کہا تم افغانسان کے فتح کے بعد تاجکستان فتح کر کے پھر روس پر قبضہ کرو گے ور اس کے بعد گرم پانی عرب ممالک پر قبضہ کر کے پھر سمندروں پر قبضہ کے بعد امریکہ آؤ گے اور ہم امریکیوں کو ایسا (گلے پر انگلی پھیرتے ہوئے) ذبح کرو گے......

ملاغوث صاحب فرمانے لگے کہ میں نے دل میں کہا کہ بالکل صحیح بات کی......آپ نے (سفیر نے)۔

یہ بات غالباً ۹۷ کی ہے، اس کے بعد ۹۸ میں امریکہ نے افغانستان پر کروز میزائل داغے جس سے بہت سارے عوام اور مجاہدین جام شہادت نوش فرما گئے اور پھر مجاہدین نے دن دھاڑے امریکی طیارے اڑا کر عالمی تجارتی مرکز (ورلڈ ٹریڈ سینٹر) کو تباہ کر دیا۔ ۲۰۰۱ء میں امریکہ کو معلوم تھا کہ امارت اسلامی حقیقی مجاہدین ہے اور عالی قدر امیر المومنین سارے عالم کے مسلمانوں کا درد رکھتے ہیں اس لیے انہوں نے کروز حملہ کیا مگر ناکام ہوا۔ خود امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے قریب بارود بھرا کنٹینر پھٹا مگر حملہ ناکام ہوئے......پھر جب مجاہدین نے ان کے ملک ہی کے طیارے اڑا کر ان کا دماغ درست کیا تو ان کو حملے کا موقع مل گیا اور آج ۲۰۱۶ء تک امریکی فوج اور عوام کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ اور خوب مار کھا رہے ہیں۔ والحمدللہ! امریکہ کا نمبر امارت اسلامیہ کی فہرست میں آخر میں تھا مگر اللہ پاک نے اس شیطان امریکہ کو سیدھا کرنے کیلئے پہلے افغانستان کھینچ لایا۔ تاکہ کمزور بندوں سے خوب مار کھائے۔

ایمان کے طاقتور اور اسباب کے کمزور طالبان کو سارے عالم نے دیکھا کہ کیسے امریکہ اور سگانِ امریکہ کو ناکوں چنے چبوائے۔ یہ تو دفاعی جہاد ہے جو فرض عین ہے، ان شاءاللہ پھر اس جنگ کا انتقام لیا جائے جو اللہ کی مدد و نصرت سے واشنگٹن و نیویارک پر اختتام پذیر ہوگا۔

عیدالاضحیٰ کے اگلے دن ہم عالی قدر امیر المومنین کے دفتر امارت کے سامنے کھڑے تھے، بزرگوں کے علاوہ ہم چند ساتھیوں کی تلاشی لی گئی ہم جیسے ہی کھلے وسیع دفتر میں داخل ہوئے تو دائیں جانب سیڑیاں تھی، ان سیڑھیوں کے درمیان میں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ عام لوگوں کی طرح......

بندہ نے ان کی طرف دیکھا تو خدام عام افراد سمجھا مگر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ایک شخص پہلے ہم سے مل کر ایک طرف ہو کر کھڑا ہوا، دوسری شخصیت سے جب ہم ملنے لگے تو ساتھ ہی پہلے شخص ہمیں کہنے لگا:

"داامیر المومنین دے" (کہ یہ امیر المومنین ہیں) ہم حیران ہوئے۔

بندہ نے بھی مصافحہ معانقہ کا شرف حاصل کیا اور ہلکی آواز میں دعا و سلام امیر المومنین کی طرف سے۔ **والحمد لله رب العالمين.**

اللہ پاک بندہ کو امارت اسلامیہ کے تحت شہادت کا اعلیٰ درجہ نصیب فرما کر فدایان جیش محمد ﷺ تک پہنچائے (آمین)۔

☆......☆......☆

اسلام کے استحکام کے لئے اللہ رب العزت نے ہر دور میں ایسے افراد پیدا فرمائے جنہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا، اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ اسلام ایک آفاقی دین ہے اس کو مٹانے کیلئے ہر دور میں کوششیں کی گئیں، کبھی مادہ پرستوں نے اسلام کے اندر سقم پیدا کرنا چاہا تو کبھی دیگر بڑی بڑی تحریکوں نے اس کی اصل روح کو ختم کرنا چاہا لیکن ان سب کا قلع قمع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ اٹھائے جن کو کوئی جانتا تک نہ تھا۔

ایسا ہی ایک دور افغانستان کی تاریخ میں بھی آیا، جب روس جیسی سپر پاور نے اس پر حملہ کیا، لیکن غیرت وحمیت سے سرشار افغان لوگوں نے ان کا بے جگری سے مقابلہ کیا اور اسے ٹکڑوں میں بکھیر کر رکھ دیا، دیکھنے میں تو یہ ایک تاریخی قصہ ہے لیکن اس قصے نے ایسی ایسی داستانیں رقم کیں جنہیں بھلایا نہیں جا سکتا ایسے ایسے افراد سامنے آئے جنہوں نے زمین کو امن کا گہوارہ بنایا جو کہ اسلام کا اصل مقصد اور تعلیم ہے۔

ایسی ہی ایک شخصیت ہمیں اس قصے میں نظر آتی ہے، جس نے عمر ثالث کا لقب پایا........جی ہاں !!! امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ ایسی شخصیت تھیں جنہوں نے زمین کو خلافت جیسی نعمت سے مزین کیا، آپؒ ایک طالب علم تھے اور ان کی زندگی طلبہ کے لئے مشعل راہ ہے۔ وہ ابھی "ہدایہ" پڑھ رہے تھے کہ اچانک حالات نے ایسی کروٹ لی کہ انہوں نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور میدانِ جہاد کا رُخ کیا، انہوں نے اسلامی مملکت پر حملہ آور کافر کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی پڑھائی قربان کر دی اور جہاد کے عظیم فریضے کی ادائیگی کیلئے کتابیں رکھ کر ہاتھوں میں اسلحہ اٹھالیا ،اس لئے کہ یہی صحابہ کی زندگی کی تعلیم ہے کہ وہ ایک طرف تو صفہ کے چبوترے میں بیٹھ کر علم حاصل کرتے لیکن جب

وقت آتا جہاد کا تو پھر مدرسے کو چھوڑ کر کبھی ابو جہل کی گردن کاٹتے تو کبھی عتبہ، شیبہ کو جہنم واصل کرتے ..... ہاں وہ صحابہ طالب علم بھی تھے اور مجاہد بھی، ان کی زندگی کا یہ حسین امتزاج ہمارے لئے مشعل راہ ہے، ہمیں اپنی تعلیم پر پوری توجہ دینی چاہئے تا کہ علمی میدان میں ہم دشمن اسلام کا مقابلہ کرسکیں اور جب وقت آئے چھٹیوں کی قربانی کا تو اس میں بھی ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے بلکہ بھر پور طریقے سے مظلوم مسلمانوں کی مدد ونصرت کے لئے محاذوں کا رُخ کرنا چاہے، اسلئے کہ جنہیں ہم اپنا پیشوا اور امیر المؤمنین کہتے ہیں اور ان کا دم بھرتے ہیں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، روس کے خلاف اور اسکے علاوہ امریکہ کے خلاف ان کے معرکے اور قربانیاں بھلائی نہیں جاسکتیں ،انہوں نے اپنی جہادی زندگی کا آغاز ارزگان نامی جگہ سے کیا جہاں وہ اس وقت سکونت پذیر تھے انہوں نے ایسی کاروائیاں سرانجام دیں کہ روسی افواج کو شدید نقصان اٹھانا پڑا ان کاروائیوں میں وہ کئی مرتبہ زخمی بھی ہوئے لیکن جرأت وبہادری کا وہ کوہِ ہمالیہ زخموں کے باوجود بھی پیچھے نہ ہٹا، ارزگان کے بعد وہ قندھار چلے گئے اور وہاں پر اپنی کاروائیاں جاری رکھتے ہوئے دشمن پر کاری ضرب لگاتے رہے.......ان کاروائیوں میں آپ شدید زخمی بھی ہوئے اور آپ کی ایک آنکھ بھی شہید ہوگئی۔

آپؒ دشمن سے باقاعدہ جنگ کرنے کیلئے معروف افغان جہادی رہنما مولوی محمد نبی محمدی کی تنظیم حرکت انقلاب اسلامی سے منسلک ہوگئے اور حرکت ہی کی جانب سے آپ کو علاقائی کمانڈر مقرر کیا گیا، آپؒ ایک تجربہ کار عسکری شخص تھے اور ایک طالب علم کو بھی چاہیے کہ وہ عسکریت کو جانتا ہو، اسلئے کہ یہی ہمارے علم پر عمل کی دلیل بنتا ہے کہ کیا انہوں نے قرآن کی آیت۔"واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ" پر عمل کیا ہے یا نہیں.....بہر حال آپؒ کا عمل ان آیات پر خوب تھا، اس کی دلیل ایک واقعہ ہے کہ پنجوائی کے علاقے میں ایک روسی افواج کا ٹینک زمین میں کیموفلاج کیا ہوا تھا جو ایک عرصے تک مجاہدین کو نشانہ بناتا رہا، کئی مرتبہ اسے تباہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر بے سود ....لیکن ملا عمرؒ نے R.P.G7 اینٹی ٹینک لانچر سے ایسا نشانہ لیا کہ ٹینک کے ٹکڑے فضاؤں میں بلند ہوگئے........

روس بکھر گیا اس کے ٹکڑے ہوگئے اور وہ ذلت وناکامی کا داغ اپنے ماتھے پر لگاتے جب افغانستان سے چلا گیا تو ملا عمرؒ نے پھر سے کتابیں اٹھائیں لیکن تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا ابھی اس مرد قلندر کے امتحان باقی تھے۔لہذا افغانستان کے جہادی رہنماؤں میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہوگئی اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ روس کے خلاف کامیابی کا انعام حکومت مل جانا ہے لیکن اللہ رب العزت ان کو اس سے بھی بڑھ کر خلافت کی نعمت سے نوازنا چاہتے تھے۔لہٰذا ان رہنماؤں کو جہاں جیسے اور جتنی حکومت ملی اسے انہوں نے ذاتی حق سمجھ کر، کرلیا اور ہر طرف بدامنی پھیل گئی، عوام سے زبردستی ٹیکس وصول کیا جانے لگا اور لوگوں کی عزتیں نیلام ہونے لگیں، ایسے کٹھن وقت میں ملا محمد عمر مجاہدؒ کو اللہ نے اس فتنے سے محفوظ رکھا اور انہوں نے مسلمانوں کے اس درد کو سمجھا او سولہ لاکھ مسلمانوں کی شہادت کو رائیگاں ہونے سے بچانے کیلئے پھر سے تعلیم ادھوری چھوڑی اور میدان کارزار کا رُخ کیا۔

انہوں نے ابتداء میں مدارس کا دورہ کیا اور طلبہ کو مسلمانوں کے غم سے آشنا کیا، سولہ لاکھ مسلمانوں کی قربانیاں یاد دلائیں، ان میں سے کچھ نے ساتھ دیا اور کچھ نے انکار کیا، لیکن وہ مرد قلندر ڈٹا رہا اور بالآخر طلبہ کی ایک ایسی جماعت تیار کرلی جسے "تحریک طالبان" کا نام دیا گیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ طلبہ پوری دنیا پر چھا گئے افغانستان کو فسادات سے پاک کر کے ایک مکمل اسلامی حکومت قائم کرلی ایسی حکومت جس کیلئے صدیوں سے روئے زمین بے تاب تھی، خلافت راشدہ کا دعویٰ تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن اس جیسی حکومت قائم کر دکھائی تو ملا عمر مجاہدؒ نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نقش قدم پر چل کے عمر ثالث کا لقب پایا۔

پھر جب امریکا آیا تو اس کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا ہر طرح سے ڈرایا لیکن وہ مرد قلندر کسی کی دھمکی سے نہ ڈرا اور نہ جھکا، اپنا اقتدار بھی کھو دیا لیکن اسلام اور شریعت کی مخالفت نہ کر کے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں پر ابدی اقتدار قائم کر گیا۔

ان کی زندگی ایک ایسا عظیم نمونہ ہے جسے ہر طالب علم اپنا سکتا ہے لیکن ہمت کرے کون؟ اس کے لئے تو گھر بار چھوڑنا پڑے گا، ذلت برداشت کرنی پڑے گی، آرام قربان کرنا ہوگا لیکن اگر یہ تکلیفیں برداشت کرلیں تو پھر وہ وقت دور نہیں جب ایک مرتبہ پھر خلافت قائم ہوگی، اس کیلئے ہمیں غیر متزلزل ارادے اپنانے ہونگے، قومیت ولسانیت سے پاک زندگی گزارنی ہوگی اور سب سے بڑھ کر تقویٰ اور پرہیز گاری جس کے ملا عمرؒ نمونہ تھے، اس کے علاوہ غیرت دینی اپنانی ہوگی جس کی پاداش میں انہوں نے حکومت کو قربان کر دیا وگرنہ اسامہ کو حوالہ کرنے میں انہیں کون سی تکلیف تھی؟ لیکن وہ باغیرت انسان ڈٹا رہا، آپؒ اس دنیا سے چلے گئے لیکن ایک نصب العین ہمارے لئے چھوڑ گئے، کبھی کافر کے آگے نہ جھکنا ایک مسلمان کا عموماً اور ایک طالب علم کا خصوصاً شیوہ ہونا چاہیے۔

ملا عمرؒ ایک طالب علم تھے لیکن ایسے لامحدود کام کر گئے جنہیں آج کا طالب علم اپنے لئے محال تصور کرتا ہے جس وقت خلافت کا قائم ہونا ناممکن نظر آ رہا تھا ایسے وقت میں انہوں نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت سے آشنا کیا، کفر کا ہر ظلم برداشت کیا، خود گمنامی کی زندگی بسر کی لیکن کئی گمناموں کو نام دے گئے، وہ تھے تو ایک جان لیکن لاکھوں صفات کا مجموعہ تھے وہ طالب علم بھی تھے اور عالم بھی، امیر المؤمنین بھی تھے تو مجاہد بھی، اگر وہ یہ تمام کام کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟...

دعوتِ فکر........لہٰذا میرے طالب علم بھائیو! آؤ علم و جہاد کا قافلہ رواں دواں ہے، ملا عمر مجاہدؒ کی دعوتِ جہاد اور عمل جہاد اب بھی جاری وساری ہیں، المرابطون ہمیں اسی کی دعوت دیتا ہے اگر ملا عمر جیسا تقویٰ حاصل کرنا ہو تو دورۂ تربیہ حاضر ہے، اگر جہاد و خلافت کو سمجھنا ہو تو دورۂ تفسیر فی معارف آیات الجہاد بھی چل رہے ہیں، اگر ان جیسی عسکری مہارت چاہو تو معسکرات کھلے ہوئے ہیں اگر ان کی طرح دشمن پر جھپٹنا چاہو تو محاذ موجود ہیں۔ بس آپ کو ہمت کرنے کی ضرورت ہے باقی سب وسائل وذرائع المرابطون نے آپ کے لئے حاضر کر رکھے ہیں۔

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، وہ عصر حاضر کے مجدد...... بے باک قائد......نڈر مجاہد......اور عظیم سالار تھے......اپنے تو اپنے غیر بھی بانگ دہل ان کی صلاحیتوں اور کارناموں پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہیں۔

امام الحرمین عبدالرحمن السدیس:

امام الحرمین عبدالرحمن السدیس کے یہ الفاظ آج بھی مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ:

''الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اس سال افغانستان کی شکل میں مسلمانوں کو تحفہ عطا فرمایا ہے، اگلے سال بیت المقدس کی فتح کی شکل میں مسلمانوں کو فلسطین کی آزادی کا تحفہ ملے گا۔''

پیٹر مارسڈن ملا محمد عمر مجاہد کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:

''طالبان کے سب سے بڑے قائد ملا محمد عمر ہیں جنہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا ہے۔ ملا عمر نہایت پرہیزگار اور سادگی پسند انسان بتائے جاتے ہیں۔ وہ نسلاً پشتون ہیں اور تحریک مجاہدین کے زمانے میں یونس خالص کی حزب اسلامی میں شامل تھے۔ ان کی عمر ۳۵ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ نہایت اعلیٰ درجے کے فوجی کمانڈر ہیں۔ ان کی شخصیت پر اسراریت کے پردے میں لپٹی ہوئی ہے۔

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ:

امیر المومنین ایک شرعی امیر ہیں۔ اور ان کی قیامت میں شریعت کے نفاذ، ظلمت اور جہالت کے خاتمے کیلئے لڑی جانے والی جنگ بلاشبہ شرعی جہاد ہے۔ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں بداخلاقی، قتل وغارت، ڈکیتی، گانے، میوزک، ٹی وی، وی سی آر، سیٹلائٹ ڈش، بے پردگی، بغیر محرم سفر، داڑھی منڈوانے، تصاویر بنوانے، فوٹوگرافی پر مکمل طور پر پابندی عائد ہے۔ اسلام سب سے برتر ہے۔ تحریک کے امیر کے ہاتھ پر جس طرح شرعی بیعت کی گئی ہے اس کے نتیجہ میں انہیں شریعت کے نفاذ کا مکمل اختیار مل گیا۔ پس جو بھی ان کی مخالفت کرے گا وہ شریعت کا باغی قرار پائے گا۔ شریعت کی رو سے امیر کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے"۔

حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدنی:

"فاروق اعظم امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نام اور وضع قطع، فقر وفاقہ، عدل وانصاف کے حرف بہ حرف نمونہ تھے"۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا موسیٰ اومانی:

"ہزاروں علماء کرام نے امیر جہاد (ملا محمد عمر مجاہد) پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اور انہیں امیر المومنین کے خطاب سے نوازا ہے، اس خطاب نے ہماری زندگیوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے منسلک کر دیا گیا۔ امیر المومنین کا خطاب خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ ایک طویل عرصے کے بعد اب مسلمانوں نے ایک امیر المومنین منتخب کیا ہے یہ طالبان کے جہاد کی ہی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک امیر المومنین عطاء کیا ہے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر ایک شرعی امیر ہیں کیونکہ ہزاروں علمائے کرام ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور انہوں نے انہیں اپنا رہنما منتخب کیا ہے۔ اس لیے بلا حیل وحجت ان کے ہر حکم کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان کی حکم عدولی گناہ کبیرہ ہے"۔

حضرت اقدس مولانا موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ نے فرمایا:

امیر المومنین نے سو فیصد حضرات خلفاء راشدین کا دور زندہ فرما دیا۔ (القلم ۵۰۶)

شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی سفر افغانستان میں بے خودی کے عالم میں امیر المومنین کی تعریف کرتے رہے۔

"قندھار سے کابل تک ایک آدمی بھی بغیر داڑھی کے نظر نہیں آیا' کوئی ایک عورت بھی بے پردہ نہیں، یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ ہماری ساری زندگی محنت کر کے بھی ایک گلی یا ایک محلے میں یہ ماحول قائم نہیں کر سکتے جو یہاں ہزاروں میل تک قائم ہو چکا ہے"۔ (القلم ۵۰۶)

مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ:

ملا محمد عمر تقریباً ۳۵ سال، خوبصورت، سرخ وسفید، تقریباً چھ فٹ قد کی درمیانی جسامت کی اس شخصیت سے مل کر ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نورانی مخلوق کے ناز ونفیس، شرافت ونجاہت کے پتلے، شرم وحیاء کی تصویر، زیرکی ودانشمندی کے مجسمے سے ہم کلام ہو رہے ہوں۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی دولت سے نوازا ہے"۔

حضرت اقدس مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

ان کی زندگی کراماتی تھی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو گونا گوں خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ آقا کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے منور تھے۔ وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے جذبۂ بت شکنی کے حامل تھے۔ بلا مبالغہ وہ وقت کے صدیق اور مجدد تھے۔ اخلاص و للّٰہیت، زہد و تقویٰ، صبر و تحمل، سادگی و تواضع، استغناء و توکل، ایمانی غیرت و حمیت، عسکری فہم و فراست اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات مبارک پر آپ کا مکمل بھروسہ اور توکل مثالی تھا۔ ان کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے وہ صحابہ کرام ؓ کے قافلے کے بچھڑے ہوئے ایک سپاہی تھے۔ اپنے چھ سالہ دور حکومت میں انہوں نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔

قائد جمعیت حضرت اقدس مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

۳/اگست ۱۹۹۹ء کی رات بین الاقوامی الیکٹرانک میڈیا اور ۴/اگست کی صبح پرنٹ میڈیا میں مولانا فضل الرحمن صاحب کے بیان کی شہ سرخی مندرجہ ذیل ہے...... افغانستان، طالبان اور اسامہ سے وابستہ یا عقیدت رکھنے والی تقریباً ہر شخصیت ایسا بیان اور فتوے دے چکی ہے اگر امریکہ نے افغانستان اور اسامہ پر حملہ کیا تو پھر کوئی امریکی شہری محفوظ نہیں رہے گا۔ افغانستان میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جس میں افغانستان کی اہم شخصیات، طالبان کے کمانڈوز اور اسامہ کی ذاتی فورس بھی شامل تھی اور باغیوں کے نمائندے بھی موجود تھے جو اپنے آقاؤں کو پل پل کی رپورٹ پہنچا رہے تھے وہاں پر مولانا نے پہلی بار باقاعدہ طور پر امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا، مولانا کے خطاب کے بعد طالبان اور افغان باشندوں نے اجتماعی طور پر عہد کیا کہ افغانستان پر حملہ کی صورت میں یا حملہ کی تیاری کرتے ہوئے نظر آنے والے غیر ملکیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور یہیں پر ایک مقرر کی ہاں میں ہاں ملائی گئی کہ اگر اسامہ کو نقصان پہنچایا گیا تو پہلی فرصت میں اس کے بدلے ایک لاکھ امریکیوں کو ہلاک کیا جائے گا۔ یہی وہ پیغام تھا جس نے امریکی حکام کو ہلا کر رکھ دیا۔

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

”ابتدائی طور پر ملا محمد عمر مجاہد اور ان کے ہمراہ تیس پینتیس ساتھی تھے۔ یہ لوگ ہمیشہ جہاد میں پیش پیش تھے۔ کسی کی ٹانگ ضائع ہوگئی تھی، کسی کی ایک آنکھ نہیں ہے، کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ وہ سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر چکے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہے اس لیے وہ منکرات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ان کو تعاون سے نوازا“۔

عالم اسلام کے عظیم رہنما شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمۃ اللہ علیہ:

”میں نے طالبان کو کئی مرتبہ پیشکش کی ہے کہ میں کسی اور جگہ منتقل ہو جاتا ہوں لیکن ملا محمد عمر کا موقف ہے کہ آپ یہاں سے چلے بھی گئے تو امریکہ طالبان کی دشمنی ختم نہیں کرے گا۔ میں نے ملا عمر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے“۔

امیر المجاہدین مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ:

وہ ماشاء اللہ بہت اونچے اور باصفات انسان تھے...... بلا مبالغہ ایک مثالی یعنی آئیڈیل شخصیت......
حضرت امیر المومنین مستقبل پر نظر رکھنے والے ایک مدبر اور صاحب بصیرت قائد اور امیر تھے...... انہوں نے جہاد کو اپنی ذات کے ساتھ ایسا نہیں باندھا کہ ان کے جانے سے جہاد بھی مٹی میں دفن ہو جائے...... بلکہ انہوں نے خود کو کھپا کر، مٹا کر

جہاد کی تحریک کو منظم اور خودکار بنایا...... انہوں نے جہادی دستوں کی ایسی ترتیب بنائی کہ ان کی شہادت سے یہ کام رکنے کی بجائے اور زیادہ تیز ہو جائے...... انہوں نے مجاہدین کے لیے مستحکم نظام وضع فرمایا...... اصل توجہ محاذوں پر رکھی اور محاذوں کی آبادی اور آبیاری کے لئے تعلیمی، نشریاتی، تبلیغی، اعلامی، مالی، طبی اور سیاسی شعبوں کا جال بچھا دیا......

حضرت امیر المومنین بھی اگر ایک قدم پیچھے ہٹا لیتے تو ان کو ذلیل کر کے مارا جاتا...... حضرت تو قابل رشک سیاسی بصیرت رکھتے تھے...... وہ آگے بڑھتے رہے...... تب قدرت نے ان کی جھولی عزت، اکرام اور فتوحات سے بھر دی...... ان کی بصیرت اور استقامت کی برکت سے یہ تصور ختم ہوا کہ ہر مسلمان حکمران کو جھکایا اور دبایا جا سکتا ہے...... اور ہاں اگر سیاسی بصیرت کا مطلب پسپائی، غلامی، مفاد پرستی اور جھوٹ ہے تو واقعی امیر المومنین اس نام نہاد بصیرت سے پاک تھے......

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد منصور احمد صاحب حفظہ اللہ:

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی قابلِ رشک ذاتی خوبیوں اور لائقِ تحسین اوصاف کے علاوہ اُن کے لیے نفاذِ اسلام ہی اتنا بڑا شرف اور اعزاز ہے کہ دنیا کا کوئی تمغہ، عہدہ یا ایوارڈ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ایک حقیقت ہیں۔ ان کا کردار کھلی ہوئی کتاب کی مانند اقوام عالم کے سامنے ہے۔ جو لوگ روز مچھروں کی طرح وجود میں آتے ہیں اور چیونٹیوں کی طرح فناء ہو جاتے ہیں، وہ کیا جانیں کہ تاریخ کی پیشانی کا حسین جھومر، انسانیت کے چہرے کا غازہ، اعلیٰ اخلاق و کردار کے امین، بلند ہمت، باضمیر اور بامروّت امیر المؤمنین ملا محمد عمر المجاہد جیسے لوگ ہی اپنے نظریے پر حکومت اور ریاست قربان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، ورنہ ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں؟

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ یاد آتے ہیں اور بہت یاد آتے ہیں...... وہ کیوں یاد نہ آئیں کہ انہوں نے جس طرح وفا کے پھولوں سے زمانے کی مانگ بھر دی اس کے سامنے وفا کی تمام عشقیہ داستانیں بھی معمولی نظر آتی ہیں۔

مولانا محمد مقصود احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ:

وہ مردِ درویش آج بھی بالکل ویسے ہی سنجیدہ اور پروقار شکل وصورت کے ساتھ، سر پر عمامہ رکھے اور سادہ لباس پہنے افغانستان کے کسی پہاڑ یا صحراء میں ویسے ہی سکون واطمینان سے بیٹھا ہوگا جیسا ہم نے اس کو والی کوٹھی میں بیٹھا دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ زمین کے ٹکڑوں اور انسانوں کے سروں پر نہیں بلکہ دلوں پر حکمرانی کرتا ہے اور اس کی یہ حکمرانی آج بھی باقی ہے۔ اس کے ساتھی آج بھی اسے ایک قابل فخر امیر سمجھتے ہیں، ہزاروں نہیں لاکھوں افغان عوام اس کی راہیں تک رہے ہیں اور کروڑوں مسلمانوں کے دل صبح وشام اس کیلئے دھڑکتے ہیں۔

طالبان کے راہنما ملا محمد عمر مجاہد آج منظر عام پر نہیں ہیں، اور نہ ہی کسی کو یہ معلوم ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکر لینے والا یہ طاقتور اور بہادر انسان کہاں بیٹھ کر اپنی انمٹ جماعت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہے لیکن پھر بھی دنیا والے اس مرد آہن کو جاننا چاہتے ہیں، اس کی طاقت کا راز سمجھنا چاہتے ہیں اور اس کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

مفتی منیب الرحمن صاحب:

ملا محمد عمر مجاہد ایک افسانوی کردار ہیں اور ایک ایسی حقیقت بھی جس نے اپنے عہد پر گہرے نقوش ثبت کیے وہ امریکہ کو مطلوب افراد میں سرفہرست تھے اور ان کی نشاندہی کرنے والے کے لیے بھاری انعام مقرر تھا، اُن کی زندگی بلاشبہ عزیمت اور استقامت سے عبارت تھی۔ (روزنامہ دنیا، اگست ۲۰۱۵ء)

علامہ نوید مسعود ہاشمی (کالم نگار روزنامہ اوصاف)

قندھار کا مرد قلندر...... بوریا نشین امیر المومنین...... حضرت ملا محمد عمر مجاہد...... اپنے رب کے حضور جا پہنچے...... اس رب کے حضور کہ جس رب کا نظام انہوں نے افغانستان کے ۹۵ فیصد علاقے میں نافذ کر کے...... دنیا بھر کے باطل نظاموں پر لرزہ طاری کر دیا تھا......

مجھے قندہار کا بوریا نشین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد یاد آتا رہے گا...... ان کی للّٰہیت، تقویٰ اور طہارت...... اسلام اور مسلمانوں سے محبت کی وجہ سے...... امریکہ اور اس کے شیطان اتحادی بھی...... ملا محمد عمر کو...... یاد رکھیں گے...... مگر اس کی جہادی یلغار اور کاری ضربوں کی وجہ سے...... کفریہ طاقتیں اور شیطانی خرکار...... ملا محمد عمر کی وفات پر خوشیاں نہ منائیں...... بے شک ملا محمد عمر چلا گیا...... مگر ملا محمد عمر کا پروردگار تو زندہ قائم ہے...... (بشکریہ روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد)

طالبان مخالف مصنف احمد رشید:

''ملا عمر گھنٹوں جائے نماز پر بیٹھے عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ نماز کے بعد ہی طالبان کی جنگی چالوں کے بارے میں سوچتے اور فیصلے کرتے ہیں۔''

ملا محمد عمر مجاہد کے عزم و استقلال کا اعتراف احمد رشید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''ملا عمر اپوزیشن یا اقوام متحدہ سے مصالحت کرنے پر تیار نہیں ہوئے۔ ان کا پختہ یقین اور غیر متزلزل عزم کا آخر کار ان کی فوجی فتح کا سبب بنا۔''

طالبان کے حسن سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے ریڈلی کہتی ہے:

''وہ سب بڑے مہربان محسوس ہوتے ہیں۔ وہ بڑے فراخ دل ہیں مگر یہ بات بھی بڑی تیزی کے ساتھ سمجھ میں آجاتی ہے کہ وہ کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں اور اپنی آزادی کی حفاظت کیلئے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔''

میں سوچتی ہوں کہ ان کے اندر ہمارے خلاف کوئی کینہ معلوم نہیں ہو رہا۔ نامعلوم ان پر بمباری کیوں کی گئی؟''

اپنے اس انٹرویو میں ریڈلی نے کہا کہ ٹونی بلیئر اور جارج بش نے طالبان کی سب خوبیوں کے باوجود انہیں ایک بہت بڑی برائی کے طور پر پیش کیا۔ ریڈلی نے طالبان کو ''شائستہ لوگ'' کہہ کر یاد کیا۔

۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء کو طالبان راہنما امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے پورے افغانستان میں پوست کی کاشت پر مکمل پابندی کا باقاعدہ حکم نامہ جاری کر دیا۔ اس فرمان میں کہا گیا تھا کہ:

''چونکہ چرس کا استعمال شرعی نقطہ نظر سے ایک ناجائز عمل ہے جس کی وجہ سے انسانی عقل و حواس کمزور ہو جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات زائل بھی ہو جاتے ہیں۔ لہذا وزارت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وزیر اور تمام ذمہ داروں کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ جہاں کہیں چرس کا کاروبار یا اس کے کارخانے قائم ہیں ان کا مکمل خاتمہ کر دیں اور عوام سے اپیل ہے کہ اسلامی
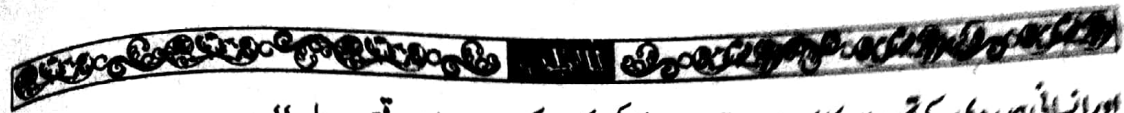
اور انسانی ہمدردی کے تحت ان کا بھرپور ساتھ دیں تاکہ کسی کو ان کی مزاحمت کا موقع نہ ملے۔"

۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو بی بی سی اردو ڈاٹ کام نے پروفیسر گریہم کی یہ گواہی "طالبان کی پالیسی کامیاب ترین" کے عنوان سے مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کی:

"منشیات کے خلاف طالبان کی پالیسی دوسری حکومتوں کی نسبت سب سے زیادہ کامیاب رہی۔ یہ بات برطانیہ کی لفبرا یونیورسٹی کے ایک ماہر جرمیات پروفیسر گریہم فیرل کی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق منشیات کے خلاف افغانستان میں طالبان حکومت کی پالیسی حالیہ برسوں کی کامیاب ترین پالیسی تھی۔

انیس سو نوے کی دہائی میں افغانستان دنیا کو ہیروئن کی سب سے بڑی تعداد سمگل کرتا تھا۔ تاہم طالبان حکومت کی سخت انسداد منشیات پالیسی کے باعث دنیا میں ہیروئن کی پیداوار میں پینسٹھ فیصد تک کمی آ گئی تھی۔ جولائی سن دو ہزار سے طالبان کی یہ پالیسی عمل میں آئی اور ایک سال سے زیادہ رہی۔ ہیروئن کو پوست سے بنایا جاتا ہے لیکن طالبان حکومت نے پوست کی کاشت پر ہی مکمل پابندی لگا دی تھی۔

پروفیسر فیرل نے بی بی سی کے ریڈیو پروگرام "ورلڈ ٹوڈے" کو بتایا کہ طالبان کی پالیسی کی کامیابی سے بین الاقوامی سطح پر چلائی جانے والی انسداد منشیات پالیسی کے بارے میں کئی سوالات اٹھتے ہیں۔"

بی بی سی نے اپنی ویب سائٹ پر اس رپورٹ کے ساتھ طالبان دور میں انسداد منشیات کے ایک نوٹس بورڈ کی تصویر بھی شائع کی، جو شاہراہ عوام پر لگایا گیا تھا۔ اس بورڈ پر پشتو اور انگریزی زبان میں تحریر کیے جانے والے اعلان کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"امارت اسلامیہ افغانستان نہ صرف غیر قانونی سرگرمیوں کے خلاف مہم جوئی کرتی ہے، بلکہ منشیات کے خلاف بھی مؤثر اقدامات کرتی ہے، کیونکہ یہ شخصیت، شعور، زندگی، صحت، معیشت اور اخلاق کے منافی ہیں۔"

شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کے صاحبزادے جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال نے دورہ افغانستان کے بعد انہوں نے ایک پاکستانی ہفت روزہ رسالے کو اپنی داستان سفر سناتے ہوئے طالبان حکومت کی عدلیہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

"افغانستان میں اتنی تباہی آ چکی ہے کہ ابھی تک وہاں عدلیہ صرف فوجداری قوانین پر ہی عمل درآمد کر رہی ہے۔ کرپشن کا خاتمہ، بے حیائی اور شراب نوشی جیسے مسائل دور کرنے کی ابھی زیادہ کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کی سزائیں وہی ہیں جو سعودی عرب میں چوروں اور زانی افراد کو دیتے ہیں لیکن مقام حیرت ہے کہ مغرب اور یورپ کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور بنیاد پرستی کا سارا پروپیگنڈہ طالبان کے خلاف ہی ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اپنے آپ کو سپر پاور سمجھنے والے انصاف پسند نہیں ہیں اور امریکہ ہو یا روس طالبان دشمنی اور مخالفت میں ایک ہیں...... آپ انصاف کی بات ہیومن رائٹس کے حوالے سے پوچھیں تو میں کہوں گا کہ افغانستان ابھی تک حالت جنگ میں مبتلا ہے اس صورتحال میں جو جرائم پرورش پاتے ہیں۔ ان کے خاتمے کیلئے عدالتوں کو چلایا جا رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ جلد انصاف ہو، جلد سزا ہو تاکہ مجرم عبرت کا نشانہ بن جائے۔ اس وقت جلد انصاف اور جلد سزا کو طالبان اہمیت دے رہے ہیں۔"

روا...

''افغان عورتوں کی تنظیم ''روا'' کی ایک اہلکار کا کہنا ہے کہ طالبان تو صرف خواتین کو گھر سے باہر نکلنے پر سختی کرتے تھے لیکن اب تو عورتوں کو اپنی جان اور عصمت گھر کی چاردیواری میں بھی خطرے میں نظر آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگجو سرداروں نے غنڈے پال رکھے ہیں جو کسی کو بھی اٹھالے جاتے ہیں اور جب تک تاوان ادانہیں ہوتا اس سے جبری مشقت لیتے ہیں۔ اگر تاریخ کا کام صرف خود کو دہرانا ہی ہے تو افغانستان کے دور دراز علاقوں میں ظلم وزیادتی اور بڑھے گی اور اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ ایک اور ملا عمر جنم لے گا، جو طالبان جیسی ایک اور ملیشیا بنائے گا اور ایک اور جہاد شروع ہوگا، ظالم سرداروں کے خلاف اور پھر ان کے امریکی سرپرستوں کے خلاف۔ کیا امریکہ وہ جنگ بھی جیتنا چاہے گا؟''

ہالینڈ کے وزیر تعاون وترقی ''جان پرانگ'':

۲۰ رفروری ۱۹۹۸ء کو کابل دورہ کرنے والے ہالینڈ کے وزیر تعاون وترقی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہا کہ طالبان کو مغربی ممالک نے سمجھنے میں غلطی کی انہوں نے بہتر تعلقات کیلئے مزید رابطوں کی ضرورت پر زور دیا۔ ہالینڈ کے وزیر تعاون وترقی جان پرانگ تحقیقاتی مشن کے سربراہ کی حیثیت سے کابل گئے تھے۔ اس دورے کے دوران انہوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی حکمران کونسل کے ارکان سے ملاقاتیں کیں۔ جان پرانگ نے واضح طور پر کہا کہ معاملات اتنے گھمبیر نہیں جتنے کہ عالمی سطح پر دکھائے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یورپی یونین کی کمشنر برائے انسانی حقوق کے دورہ افغانستان کے دوران ان کے وفد نے خواتین کے ہسپتال میں تصاویر بنانے کی کوشش کی، میں نے محسوس کیا ہے کہ ان کے دورے کے دوران یہاں غلطیاں کی گئیں جبکہ طالبان حکام نے ان سے کوئی بدسلوکی نہیں کی''۔

سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور راجہ ظفر الحق:

''یکم مارچ ۱۹۹۸ء میں اسلام آباد میں ہونے والے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے اس وقت کے پاکستانی وفاقی وزیر برائے مذہبی امور راجہ ظفر الحق نے ملا محمد عمر کی پالیسیوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے کہا کہ طالبان حکومت کی جانب سے امن اور انصاف کے فروغ کے باعث دنیا میں ان کی حمایت میں اضافہ ہو رہا ہے''۔

ترکمانی وزیر خارجہ بورس مرادیوف:

''۲۵ راپریل ۱۹۹۹ء کو ترکمانی وزیر خارجہ بورس مرادیوف نے واشنگٹن میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے طالبان کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ طالبان تحریک ایک سچی قوت بن کر ابھری ہے اور کوئی بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتا، انہوں نے عالمی برادری سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے ملا عمر مجاہد کی حکومت سے مذاکرات کرے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ترکمانستان، افغانستان میں اپنے سفارتی رابطے منقطع نہیں کرے گا اور اس کے مزار شریف اور ہرات میں دو قونصلیٹ کام کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کے زیر انتظام ہرات، مزار شریف اور کئی دوسرے علاقوں میں امن وامان کی مثالی صورت حال تو کئی جدید یورپین ممالک کے دار الخلافوں میں بھی نظر نہیں آتی''۔

سید شرجیل خان:

امیر المومنین مسلمانوں کے بھیس میں کوئی اور نہیں جسے بھیس بدلوا کے مسلمانوں کے اوپر ''بٹھا'' دیا گیا ہو بلکہ خالص ترین مسلمان ہیں۔ کسی بڑے ملک کی شہریت رکھنے والا بھی نہیں کہ افغانیوں کی آرزوؤں پہ مسلط کیا گیا ہو بلکہ افغانستان ہی کی جری مٹی نے بانہوں میں لے کر اور افغانستان ہی کے بے باک پہاڑوں نے اچھال اچھال کر بڑا کیا ہے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج وغیرہ یونیورسٹی میں پڑھنے والا نرم و نازک، قومی رہنما بھی نہیں ہے کہ اپنی قوم کا خون چوستا رہے بلکہ روسی و افغانی کیمونسٹوں کے خلاف جہاد کرنے والا بہادر اور ایماندار مجاہد کمانڈر رہے جو نہ بکنے والا ہے نہ جھکنے والا''۔ (مصنف کتاب ''طالبان'')

جناب سلیم صافی صاحب:

وہ عجیب بھی تھے اور غریب بھی۔ ملا محمد عمر مجاہد پانچ سال تک افغانستان کے ایسے حکمران رہے کہ ان کے حکم سے سرتابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور انیس سال تک تحریک طالبان کے سربراہ رہے۔

حکمران بنے تو کابل کے پرشکوہ قصر صدارت میں قیام کی بجائے قندھار میں ہی اپنی سابقہ رہائش گاہ میں قیام پر قناعت کی۔ کم گو ہو کر بھی کمال کی حس مزاح کے حامل تھے۔ یوں وہ عجیب تھے۔ جب سے دنیا ان کے نام سے واقف ہوئی، تب سے ان کی شخصیت کے گرد پراسراریت کا حصار بھی قائم ہو گیا۔

ان کا جذبہ توکل اپنی مثال آپ تھا۔ ان کے فقر اور سادگی پر مر مٹنے کو جی چاہتا تھا۔ اپنے نظریے اور سوچ کے لئے ہر طرح کی قربانی پر جس طرح وہ ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے، ہم جیسے گناہگار اس کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک شخص پانچ سال تک افغانستان کا بلاشرکت غیرے حکمران رہے اور اپنے ملک سے باہر قدم رکھنا یا پھر کسی عالمی شخصیت کے ساتھ تصویر بنانا بھی گوارا نہ کرے، کوئی حکمران بننے کے بعد ہی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کتنا مشکل بلکہ ناممکن کام ہے۔

سابق آرمی چیف جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ صاحب:

ملا عمر انتقال کر گئے......انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے (آمین)۔

طالبان ہی افغانستان میں قیام امن کا دور واپس لا سکتے ہیں جو پورے خطے میں استحکام کا باعث بنے گا۔

چار دہائیوں پر محیط قربانیوں اور دکھوں کے گہرے زخم اٹھانے کے بعد طالبان اب کفارہ لینے کے مقام پر آپہنچے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت زیادہ عرصے تک انہیں ان کے حق سے محروم نہیں رکھ سکتی۔ یہی تاریخ کا فیصلہ ہے اور یہی رضائے الٰہی بھی ہے۔

طیبہ ضیاء چیمہ نمائندہ نوائے وقت (نیویارک، امریکہ)

ملا عمر کے انتقال کی خبر سے اس صدی کی ایک تاریخ وابستہ ہے۔ ڈائری کے اوراق پلٹے تو جیسے لہو کی روشنائی سے لکھا تھا ''جنگوں کی تاریخ کے بدترین واقعات شمالی اتحاد کے ہاتھوں جو اس صدی میں رونما ہو رہے ہیں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ مزار شریف کے پناہ گزین کیمپوں میں مسلح گروپوں نے خواتین کی آبروریزی کا نفسانی بازار گرم کر رکھا ہے۔ درندگی کے علاوہ بھی دس لاکھ کے لگ بھگ بارودی سرنگیں ایک مدت سے انسانی زندگیوں کی پیاسی ہیں۔ ساٹھ لاکھ مہاجرین ہمسایہ ممالک میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور اسی لاکھ افغان وطن بدر ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ وہی افغان طالبان ہیں جو امریکہ کے حملے کے بعد انتہاء پسند کہلانے لگے۔ جنہوں نے اپنی عورتوں کی بُش کی مرضی کے مطابق آزادی نہیں دے رکھی تھی۔ جنہوں نے لمبی لمبی
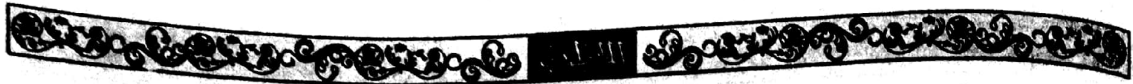
داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں، مگر یہ یہودی نہیں تھے۔ بُش دہشت گردی صرف یہودیوں کی داڑھیوں کو سلام کرتی ہے۔

ملا عمر کے طالبان امریکہ کی نظر میں ظالم لوگ تھے لہٰذا ان کا وجود ہمیشہ کیلئے ختم کرنا ضروری تھا اور پھر دنیا نے بُش دہشت گردی کی جارحیت کے مناظر دیکھے۔ افغانستان کی ندیاں پانی کی بجائے خون بہانے لگیں۔ افغان عورتیں مردوں کی للچائی نظروں سے خود چھپانا چاہتی تھیں مگر بُش کی نظریں انہیں تلاش کر رہی تھیں۔ امریکی دہشت گردی انہیں آزادی دلانے نکلی تھی، ان سے ان کے بچے تک چھین لئے، ان کے گھر برباد کر دیئے، امریکہ کے سامنے کس کی مجال کہ "اُف" کر سکے، ان انتہاء پسندوں کو مرنے دو، کٹنے دو، یہ کوئی نئی داستان نہیں، ایک روز یہ ظلم بھی ماضی ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

امیر المومنین کی خدمت میں ملاقاتوں کے احوال

حضرت اقدس مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

احقر کی پہلی ملاقات ان سے اس وقت ہوئی تھی جب صرف دو صوبے فتح ہوئے تھے۔ قندھار میں ملاقاتی حضرات کو ایک ہال میں جمع کیا گیا۔ طالبان کے سرکردہ حضرات آتے رہے مگر امیر المومنین جب آئے تو حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ بہت سادہ اور متواضع ہر ایک سے معانقہ کیا پھر تشریف فرما ہوئے، بہت ہی پُر وقار اور منور چہرہ تھا۔ مخصوص انداز میں نورانی گفتگو فرمائی۔

☆......دوسری ملاقات: جب کابل فتح ہوا تو ایک وفد جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ استاذ العلماء حضرت مولانا سید قریشؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد امینؒ، حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب فاضل دیوبند زید مجدہ اور راقم الحروف شامل تھے، کوئٹہ سے قندھار پہنچے، چونکہ وفد میں شامل حضرات اکثر طالبان کے اساتذہ تھے تو خصوصی اکرام ہوا۔ حضرت امیر المومنینؒ سے خصوصی ملاقات ہوئی، پھر ہمیں شہداء کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں ہرات لے جایا گیا، وہاں ملا یار محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ گورنر تھے۔ انہوں نے گورنر ہاؤس میں پُر تکلف دعوت کی۔ جس پر احقر نے ان سے عرض کیا کہ ایسا نہ کیا کریں۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ محض آپ حضرات کا اکرام ہے، اسی گورنر ہاؤس میں فساق و فجار کی دعوتیں ہوتی رہیں، آج آپ علماء و مشائخ آئے ہیں اور یہ صوبہ امیر بھی ہے، ورنہ ہمارا رہن سہن وہی ہے جو پورے ملک میں ہے۔ قندھار میں لسی اور سادہ روٹی اور دال سے تواضع ہوئی تھی۔ اسی سفر میں احقر نے حضرت امیر المومنینؒ سے بیعت بھی کی۔

☆......تیسری ملاقات: احقر استاذ مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ خادمانہ شریک سفر ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث کو حضرت امیر المومنین نے دورۂ تفسیر قرآن کریم کے لیے دعوت دی تھی......اس سفر میں حضرت کے پوتے مولوی محمد عاصم صاحب اور عزیز مولوی محمد اویس عزیز سلمہ بھی تھے۔ اسلام آباد سے بذریعہ جہاز کوئٹہ اور وہاں سے براستہ چمن، قندھار پہنچے۔ قندھار میں حضرت امیر المومنین سے تاریخی ملاقات نصیب ہوئی۔ ان کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی، ان کے ساتھ راہداری میں سادہ چٹائی پر ضیافت نصیب ہوئی۔

☆......☆......☆

حضرت اقدس مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ:

ایک ملاقات کا حال: گرفتاری کا پہلا سانس ''مقبوضہ کشمیر'' میں لیا تھا...... اللہ تعالیٰ کشمیر کو آزادی عطا فرمائے...... مگر اس طویل گرفتاری کے بعد آزادی کا پہلا سانس...... حضرت امیر المومنین کے سایہ شفقت ''قندھار'' میں لیا...... ہم بالکل ان کے پڑوس میں، ان کی میزبانی اور شفقت کے مزے لوٹ رہے تھے...... مگر زیارت سے محروم، شوق سے تڑپتے ہوئے......

ملاقاتوں کا منظر عجیب تھا...... رعب اور اپنائیت، خوف اور محبت...... احتیاط اور شوق...... کیا کہیں گے؟...... کیا کہہ سکیں گے؟...... نہیں نہیں صرف سنیں گے...... ہاں مگر آنکھوں سے جام بھریں گے...... مگر دیکھیں گے کیسے؟...... نظریں کہاں ملا سکیں گے؟...... چلو قدم مبارک پر نظر جمالیں گے...... مگر ملاقات ہوتے ہی سب دوریاں، قربتوں میں بدل گئیں۔

ان دنوں ہم جہاں جاتے...... بہت طویل باتیں سنتے...... مشورے، احکامات، امیدیں، تنبیہات...... یہاں سراپا گوش بنے بیٹھے تھے...... مگر دلنواز خاموشی...... نہ کوئی حکم نہ کوئی مشورہ...... نہ احسانات کی فہرست نہ کوئی مطالبہ...... ہاں! وہ بہت کم بولتے تھے، مگر جب بولتے تو موتی جھڑتے...... تب مجبوراً ادب کے ساتھ زبان کھولی...... کچھ حال سنایا، اپنے عہد و پیمان کو جو جیل میں باندھا تھا تازہ کیا...... کچھ رہنمائی لی...... تب جچے تلے جوابات ملنا شروع ہوئے...... اور ایک حسین خواب کی طرح پہلی ملاقات ختم ہوگئی...... کچھ عرصے بعد دوسری ملاقات ہوئی...... اس دن ایک حساس موضوع تھا تو خوب بولے...... دل میں آرزو تھی کہ یہ لمحات زندگی میں بار بار آئیں...... ان کی روپوشی کے دوران کئی بار سوچا کہ اگر حالات ٹھیک ہو گئے تو انہی کے قدموں میں جا بسوں گا...... ان سے ان کے دفتر میں جھاڑو کی خدمت مانگوں گا...... نہ عہدہ، نہ منصب...... نہ تقریریں نہ تحریریں...... محبوب رب کی بارگاہ میں مقبول ایک انسان کی نوکری، چاکری...... اور اس کی زیارت...... اپنے دل سے کئی بار سچ پوچھا...... اسے یہ نوکری اور چاکری دنیا بھر کی بادشاہت سے زیادہ عزیز تھی...... انہیں خیالوں اور خوابوں میں چل رہے تھے کہ پتا چلا کہ...... وہ تو چلے گئے۔

☆......☆......☆

عالم عرب کے معروف رسالے "الشرق القطریة" کے نامور صحافی الدکتور احمد زیدان موفق نے اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے یوں لکھا:

انہوں نے دو سال کے اندر افغان دار الحکومت پر قبضہ کر لیا، جب کہ سویت یونین ایک دہائی تک اس شہر کی فصیلوں کو شکست دینے سے عاجز رہا۔

۱۵۰۰ رقبائلی اکابرین نے آپ کے امیر المومنین ہونے پر بیعت کی، جس سے آپ کو علاقائی سطح پر موثر سیاسی حیثیت مل گئی، یہ ملا محمد عمر ہی تھے، جنہوں نے اسامہ بن لادنؒ کو حوالے کرنے کے لئے ہر قسم کی ترغیب اور دباؤ کو مسترد کر دیا تھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے یہ ۱۹۹۵ء کے مہینے مارچ کی بات ہے، جب تحریک طالبان کے قائد ملا محمد عمرؒ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں ایک صحافی ہونے کی حیثیت سے ان سے ملنا چاہتا تھا، حالانکہ مجھے یقین تھا کہ ملا محمد عمرؒ سے ملاقات آسان کام نہیں ہے، نہ آج کے دن اور نہ ہی بعد میں، کیونکہ وہ چکا چوند روشنیوں اور صحافت میں چھائے رہنے کو پسند نہیں کرتے تھے

لیکن افغان جہاد میں میری ایک عشرے پر محیط رپورٹنگ اور پھر افغان قائدین سے مضبوط تعلقات کی بناء پر ہی میں اُن سے ملاقات کرسکا۔

میں تحریک طالبان کے مرکز قندھار پہنچا اور وہاں میں نے دو یا تین دن ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر میں نگران ملا وکیل احمد متوکل کے ساتھ گزارے۔ ملا وکیل، تحریک طالبان کے بارے میں پھیلی ہوئی افواہوں کے برعکس بڑے با اخلاق، کھلے دل اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک ہیں، یہ بعد میں ترقی کرتے ہوئے طالبان کے وزیر خارجہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ ان دونوں طالبان کے مفتی، شیخ محمد معصوم افغانی بھی ہمارے ساتھ تھے۔

میں اس شہر......قندھار......میں موجود تھا، جو اٹھارویں صدی عیسوی میں دولتِ ابدالیہ کا دارالحکومت رہا تھا اور اب اُس تحریک طالبان کا مرکز تھا، جس کا ستارہ پورے عروج پر تھا، کیونکہ انہی دنوں انہوں نے ایک مال بردار روسی طیارہ زبردستی اتروا لیا تھا، جس پر شمالی اتحاد اور اُس کے معروف رہنما احمد شاہ مسعود کے لیے اسلحہ اور دیگر سامان لدا ہوا تھا۔ گویا میں ایسے بہترین وقت میں قندھار پہنچا تھا کہ ایک تیر سے دو شکار ہو رہے تھے۔ ایک ملا محمد عمرؒ کی ملاقات اور دوسرا حالات حاضرہ کا بچشم خود مشاہدہ اور یہ دونوں صحافتی میدان میں میری بڑی کامیابیاں تھیں۔

میرے اور ملا صاحب کے درمیان چند قدم کا ہی فیصلہ رہ گیا تھا اور وہ مسلسل زمین کی طرف ہی دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں وکیل احمد متوکل یہ بتانے کے لئے میری طرف متوجہ ہوئے کہ آپ کے سامنے ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بہر حال میں تیزی کے ساتھ اُن کی طرف بڑھا اور سلام کر کے اُن سے عربی میں گفتگو کی۔ کچھ باتیں میں نے فارسی میں کیں۔ ملا صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ آئیں! اس گھنے درخت کے نیچے بیٹھتے ہیں، جو ان کے جدامجد احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے محل میں لگا ہوا تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنی چادر زمین پر بچھا دی تا کہ ہم اُس پر آمنے سامنے بیٹھ سکیں۔ اور پھر ہمارے درمیان تحریک طالبان اور دیگر جہادی جماعتوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ انہوں نے بڑی وضاحت سے بتایا کہ وہ مقامی طور پر کیا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تمام مسائل کا حل ایک امارتِ اسلامیہ کا قیام ہے اور افغانستان کو آپس میں لڑائی میں مصروف تمام فریقوں سے پاک کرنا ضروری ہے، جنہوں نے گزشتہ کئی سالوں کے دوران جہاد میں دی گئی قربانیوں کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

☆......☆......☆

محترم انور حسین ھاشمی صاحب (صحافی ندائے ملت)

ہماری عجب کیفیت تھی، ہم ایک ایسی درویش شخصیت سے مل رہے تھے جو نہ صرف بیس سال تک جہاد کے روح رواں رہے ہیں بلکہ اس وقت امریکہ سمیت تمام اسلام دشمن طاقتوں کی نظریں جس پر مرکوز ہیں۔ لیکن ہمیں دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اتنے سادہ سے درویش انسان سے دنیا کی سب سے بڑی طاقتیں خوفزدہ ہیں۔ جو دنیا بھر کی سازشوں کے باوجود ۹۵ فیصد سے زیادہ حصہ فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ملا محمد عمر ہمیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بات ختم کرتے ہوئے وائرلیس سیٹ طیب آغا کو پکڑا دیا' ہم نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے بغلگیر ہو کر ہمیں خوش آمدید کہا۔ ملا عمر کے بیٹھتے ہی ہم ان کے

سامنے بیٹھ گئے۔ ان کے دائیں طرف طیب آغا بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز یہ پوچھتے ہوئے کیا کہ کیا افغانستان میں ہمیں کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ پھر خود ہی اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگے کہ ابھی ہمارے حالات اتنے بہتر نہیں ہیں اس لیے آپ کو یہاں ضرورت کے مطابق سہولتیں نہیں مل سکی ہوں گی۔ لیکن میں نے ناصر کے ذریعے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہاں کا نظام' امن وامان اور اسلامی ماحول دیکھ کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ ہم اپنی مشکلات کو بھول ہی گئے۔ اسی دوران ایک ملازم خشک میوہ جات کے ہمراہ قہوہ لے کر آیا' ملا محمد عمر دوبارہ وائرلیس پر کسی سے بات کرنے لگے اور طیب آغا پیالوں میں قہوہ ڈالنے لگے۔ ملا محمد عمر سے ہماری ملاقات تقریباً ۳۰ منٹ جاری رہی، طالبان اور افغانستان کے حالات پر عالمی تناظر میں ملا محمد عمر سے گفتگو ہوئی جس کا انہوں نے بڑے دھیمے لہجے میں جواب دیا تاہم امریکہ اور اسلام دشمن طاقتوں کے بارے میں ملا عمر نے بعض سوالات کا جواب بڑے جذباتی انداز میں دیا۔ گفتگو کے دوران وہ وائرلیس پر بار بار گفتگو کرتے رہے۔ آدھ گھنٹے بعد طیب آغا نے کھڑے ہو کر اس ملاقات کے اختتام کا اشارہ دیا' ہم نے امیر المومنین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت لی۔

☆......☆......☆

محترم اوریا مقبول جان صاحب:

ملا محمد عمر سے میری ملاقات اسی دور آشوب میں ہوئی، جب روس ابھی رخصت ہوا تھا۔ ایک درد دل رکھنے والا مسلمان جو مسلمانوں کی اس باہمی لڑائی پر ہر وقت کڑھتا رہتا۔ اس کے لئے یہ تمام لوگ اجنبی نہ تھے، اس نے ان کے شانہ بشانہ جہاد میں حصہ لیا تھا، لیکن طاقت اور غلبے کی ہوس نے انہیں کیا بنا دیا تھا۔ چمن شہر سے قندھار تک وہ ہر ذی روح کے دکھ سے واقف تھا۔ یہ لوگ تو واقعی قریہ ظالم کے شہری تھے کہ جو سورہ نساء کی آیت کے مطابق پکار پکار کر کہتے تھے کہ اللہ ہمارے لیے کوئی مددگار بھیج دے......

تجزیہ نگار جو چاہے کہہ لیں، طاقت کے پجاری بے شک اسے ایک جھوٹی، لغو اور بے بنیاد کہانی کے ذریعے امریکہ اور آئی ایس آئی کی تخلیق کہہ لیں لیکن بلوچستان کے اس خطے کے رہنے والے ہزاروں لوگوں کو وہ وقت اب بھی یاد ہے کہ ایک صبح ملا محمد عمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ''میں نے خواب میں سید الانبیاء ﷺ کو دیکھا ہے جو مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اٹھو جہاد شروع کرو اور امن قائم کرو، اللہ تمہیں نصرت دے گا''۔

اس کے بعد اس خطے کے میرے جیسے لاکھوں لوگ جانتے ہیں کہ کیسے ملا محمد عمر نے قندھار میں موجود سید الانبیاء ﷺ کے جبہ مبارک کو نکالا اور پھر کس طرح لوگوں نے جوق در جوق اس جبہ مبارک کو سامنے رکھتے ہوئے ملا محمد عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی دی گئی بشارت کا وقت آیا۔ ایک گولی چلائے بغیر قندھار کی تمام فوج نے ملا محمد عمر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے......

☆☆☆☆☆

وہ گزر گیا مگر رائیگاں نہیں گیا....وہ اپنی معطر و منور کرنوں سے خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر گیا....وہ دنیا کی غلیظ لذتوں سے کوسوں دور راحتوں میں محو استراحت ہوگیا....وہ پیکر عفت وحیا، پیکر عدل وانصاف، اک نغمہ محبت بن کر ہمارے کانوں میں آج تک گونج رہا ہے....وہ فقر میں بھی بادشاہ تھا....اسے اپنوں اور غیروں نے لسان ودل سے تسلیم کیا....وہ آسمان کی نیلی رنگت کی طرح، سمندر کی دلنشیں موجوں کی طرح....پھولوں کی مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح، صبح کے وقت پرندوں کی چہچہاتی آوازوں کی طرح، رات کے وقت تنہائی میں لیٹے ہوئے شخص کے لئے ٹمٹماتے ستاروں کی روشنی کی طرح، موسم بہار میں بارش کی ہلکی ہلکی، ننھی ننھی سی بوندوں کی طرح، پہاڑ کی بلندیوں پر برف کے گالوں کی طرح ہر فطرت

سلیم رکھنے والے شخص کو بھاتا تھا اور اب یاد آتا ہے.... ہاں! وہ بہت یاد آتا ہے....

وہ وہ تھا جس کو ہر مظلوم کی ظالم سے چھٹکارے کے وقت رب سے کی ہوئی فریاد کہا جاسکتا ہے....وہ کارخانہ کائنات کی رنگ رلیوں سے دور سنت کی شاہراہ پر چلتا رہا....وہ مردِ مومن چشم بصیرت سے ہر کام کا فیصلہ کرتا تھا....اس کے اندر جذبہ توحید وعقیدہ وحدانیت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا....وہ دنیا کی تیز رفتاری، گردش لیل ونہار، دریا وسمندر کی روانی، اقوام وملل کے تغیرات، گردش زمانہ کی حرکت اور تماشۂ انقلاب کی آندھیوں سے ناآشنا ہوکر، بحر وبر، ارض وسماء اور ثریا سے ثریا تک کو نور الٰہی اور نور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھر دینا چاہتا تھا، وہ اہل ادیان ودنیا کے قلوب میں یہ بات پیوست کرنا چاہتا تھا کہ:

"الاله الحکم والامر"

اور یہ کہ!

نقش قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنت کے راستے
اللہ عزوجل سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اس مرد قلندر نے جب اسوۂ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ وہ منفرد اور الگ تھلگ نمایاں شان رکھتا ہے....اس نے دیکھا کہ وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح جبر وظلم، قتل وفساد کی لگام تھامے ہوئے نہیں ہے بلکہ وہ تو اس کرہ ارض میں عدل وانصاف کی آماجگاہ ہے، وہ یہ سکھانے آیا تھا کہ شریعت سے حکومت وسلطنت کوئی الگ چیز نہیں ہے....اس نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ امت کے بانی بھی ہیں....ملکوں اور سلطنتوں کے حاکم بھی....اس کے باوجود بھی اس کے گھر میں کئی کئی دن تک چولہا نہیں جلتا....وہ پتوں اور چھال سے بنی ہوئی مسجد کے منبر پر وحی الٰہی کا مبلغ تھا...انسانی ہدایت

اور سعادت کا واعظ تھا....اور اسی مسجد کے صحن میں امت کے خاص طبقے کو امت کا نبی تربیت جہاد دے رہا ہے....اس نے جب دیکھا کہ میرا نبی گھروں اور معاشرے کا نظام عائلی اور معاشی درست کرتا ہے....نکاح وطلاق کے قوانین نافذ کرتا ہے....بدر واحد میں دشمنوں کے خلاف صف آرائی کرتا ہے، تو مکہ میں فاتح بن کر یہ اعلان بھی کرتا ہے....

"جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

ہمارے اس پیارے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سچا عاشق، باوفا اور مخلص سپاہی ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع ومانع شخصیت وشریعت کو کتابی دنیا سے نکال کر عملی دنیا میں پیش کر کے لاگو کر دکھایا ہے۔

اللہ تعالی کے ہر کام میں حکمت ومصلحت ہوتی ہے۔اللہ عزوجل نے افغانیوں کو ملا عمر رحمہ اللہ جیسا امیر عطا کرنا تھا اس لئے لوگوں کو بڑے نشیب وفراز سے گزارا۔دراصل افغانی لوگ بھی رفتہ رفتہ تہذیب غیر کا شکار ہوتے جا رہے تھے اور جو افضل البشر ہے اس کی راہ کو پس پشت ڈال رہے تھے۔اللہ عزوجل نے ان پر روس کو قدرت کی طرف سے ایک آیت بیداری بنا کر بھیج دیا، اب افغانی لوگ اپنا تن، من، دھن لگا کر اس منحوس شیطان سے اپنا دفاع کرنے لگے بالآخر روسیوں کو سرزمین افغانستان سے باہر دھکیل دیا گیا، بڑی رسوا کن شکست سے دوچار یہ روس الٹے پاؤں واپس ہوا۔لیکن آزادی کی نعمت بڑے بڑے کمانڈروں، وڈیروں کو راس نہ آئی اور افغانستان میں سرعام خلاف شریعت کام ہونے لگے۔

ان نشیب فراز کے بعد اللہ عزوجل نے افغانیوں کو امیر المؤمنین سے نوازا۔جنھوں نے افغانیوں کی اصلاح میں دن رات ایک کر دیا، اللہ تعالی کی طرف سے بہت بڑی نعمت بن کر جلوہ افروز ہوئے۔نظام شریعت کا علم افغانیوں کا نشان وپہچان بن گیا۔ہر طرف لاالہ الااللہ پڑھنے والے لاالہ الااللہ پر عمل کرنے والے بن گئے۔

انسانی طبیعت کی یہ عالمگیر کمزوری ہے کہ جب تک وہ ایک نعمت سے محروم نہیں ہوجاتا اس کی قدر وقیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کرسکتا....نہر کے کنارے بسنے والے کو پانی کی قدر وقیمت نہیں ہوتی....لیکن یہی انسان اگر چوبیس گھنٹے بغیر پانی کے رہے تو اس کو پانی کی اہمیت سمجھ میں آجائے گی....جیل کے اندر، سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارنے والے شخص سے کھلی فضاؤں اور بے شمار نعمتوں کی قدر وقیمت پوچھو....!

عین اسی طریقے سے ہمارے امیر المؤمنین تھے بلاشبہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے نعمت عظمیٰ بن کر آئے جو قریب تھے وہ ان سے فیض یاب ہوئے جو دور تھے وہ ملاقات کے لئے بیتاب رہے....وہ ایک چاند تھا جو ہر صبح اپنی کرنیں بکھیرتا رہا مگر ہم کھڑکیاں بند کیے سوتے رہے....وہ حقیقی زندگی کی مسرتوں کا سامان افغانستان کی سرزمین میں مہیا کر گیا....اسی وجہ سے اب وہ لوگ اسلام پر اتنے ثابت قدم ہیں کہ شاعر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا:

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ ودمن سے نکال دو

سلام اے امیر المؤمنین....سلام اے امیر المؤمنین....سلام اے امیر المؤمنین....

☆......☆......☆

لرزتے ہاتھ اور تھرتھراتا ہے قلم میرا
مجھے لکھنے نہیں دیتا کوئی بھی حرف غم تیرا

میرا قلم لکھنے سے نا آشنا ہے۔مگر میں نے اس ہستی کو کھویا ہے جس کے غم کے طوفان میں مجھے اپنی زندگی کی عمارت ڈھلکتی نظر آ رہی ہے۔ میری ہمت کا ستارہ زمین بوس ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جس کے غم کے جھکڑ نے میری امیدوں کے چراغ گل کر دیئے۔ میں جب بھی قلم اور قرطاس کا تعلق جوڑتا ہوں اور اس عظیم ہستی کے بارے میں صفحہ قرطاس پر کچھ بکھیرنا چاہتا ہوں تو خدا گواہ ہے آنسوؤں کی برسات لگ جاتی ہے، میرے الفاظ مجھ سے روٹھ جاتے ہیں۔

آج بہت ہمت کے بعد میں نے قلم اٹھایا۔ میری مراد امیر المؤمنین عمر ثالث، حضرت ملا محمد عمر مجاھد نور اللہ مرقدہ ہیں۔ کیا لکھوں کیا نہ لکھوں۔ان کی شجاعت، فراست۔غیرت، ہمت، عظمت، جرأت کس کس ادا کو بیان کروں۔زندگی کا نقشہ آپ بھائیوں کے سامنے رکھوں یا ان کی غیرت کی داستان سنا کر آپ کے ایمانی جذبات کو ہوا دوں، ان کی فراست کو آشکارا کروں یا ان کی غیرت کے زمزمے گاؤں بہت مشکل مرحلہ ہے۔

گردوں پر چمکتا اک تارہ اک حاصل انجم سیارہ
اے کہکشاں کچھ تو ہے بتا کیوں بزم فلک سے روٹھ گیا
ساقی نے بچشم لطف وکرم بخشا تھا ہمیں اک ساغر جسم
اب جبر مشیت کیا کہیئے اک ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا
آسانی منزل راہ سفر تھی جس نے بنائی وہ رہبر..
آسودگی منزل کی قسم لے لو اس کا ساتھ بھی اب تو چھوٹ گیا

حضرت امیر المؤمنین اس زمانہ کے اولیاء میں سے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت میں جس چیز نے ڈالا وہ ان کی استقامت تھی۔ دنیا کی دو بڑی سپر طاقتیں جن کے زیر امارت بکھر گئیں۔ وہ جو تو کل علی اللہ کی منہ بولتی تفسیر تھے۔مگر وہ چلے

گئے دل ہے کہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔آج حضرت امیر محترم کا وہ
فقرہ یاد آتا ہے تو دل پر مرہم لگتا محسوس ہوتا ہے۔
"یا اللہ دل چھوٹا غم بڑا انا اللہ وانا الیہ راجعون"
میں نے اپنی کم علمی کے باوجود بھی دنیا کی کچھ مسلم
اور غیر مسلم کامیاب تحریکات کا مطالعہ کیا۔مگر جب
امیر المؤمنین کی تحریک کو پڑھا ذرا قریب سے دیکھا تو ان کی
ایمانی فراست دیکھ کر میرے الفاظ ختم ہو گئے۔موت کے پنجے میں
پنجہ ڈال کر وہ مسکرانے والا "عمر" چلا گیا۔ ہر لمحے موت کو شکست دینے
والا آہ بچھڑ گیا۔ہم محروم ہو گئے۔مگر اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔

کہوں دل کی بات میں چارہ گر میرا غم ہے مجھ کو عزیز تر
نہ بڑھائے لذت درد جو میرے دل کی دوا نہیں
بڑے صبر کا ہے یہ مرحلہ بڑے حوصلے کا مقام ہے
تیرے لب پہ نہ آئے اف کہیں راہ عشق میں روا نہیں

جب افغانستان میں طالبان کی حکومت آئی تھی۔بامیان میں بتوں کا مسئلہ زیر بحث آیا۔پوری دنیا کی طاقتیں ایک طرف،میرے امیر المؤمنین نے پوری دنیا کی دھمکیوں اور مراعات کو پس پشت ڈال کر ایمانی غیرت کا ثبوت دیا تھا اور اپنا نام تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف میں لکھوایا تھا۔آہ بھائیو وہ "عمر" چلا گیا۔اب تو بس ان کی یاد کے زخم ہیں۔

کوئی غیب دان نجومی مجھے اس قدر بتادے
وہ کہاں چھپا ہے جا کر سر دست یہ بتادے

میرے پیارے المرابط بھائیو! آج وقت ہے اس روشنی کے ھالے سے کچھ نور لیکر ہم اپنا ظاہر و باطن سنوار لیں۔میں ان کی زیارت تو نہیں کر سکا تھا۔مگر مجھے یوں لگتا ہے کہ ان کی روح ہر وقت میرے آس پاس رہتی ہے۔وہ مجھ پر توجہ فرماتے ہیں۔میری رہنمائی فرماتے ہیں ایک شفیق والد کی طرح تربیت فرماتے ہیں۔زیارت کرنے والے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین بہت کم گو انسان تھے۔مگر بولتے تھے تو منہ سے گویا موتی ٹپکتے تھے۔فراست وحکمت کے دریا موجزن ہوتے تھے۔جب ان کے سامنے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم (جن پر میں اور میرے ماں باپ قربان) کا نام لیا جاتا تو پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت انسان موم کیطرح پگھل جاتا تھا،آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

کاروانِ حریت کا سالار تھا
وہ تو غوث زماں عامی کردار تھا

اس کے سینے میں حبِ خدا موجزن
وہ محمد کی الفت میں سرشار تھا

2001ء میں جب نیٹو اتحاد نے آتشیں و آہن کا بازار گرم کیا۔ امارت اسلامیہ کے نظام کو ختم کرنا چاہا تو تب امیرالمؤمنین نے کفر کے غرور کا منہ توڑ جواب دیا۔ صدائے شریعت سے جو آخری پیغام نشر ہوا تھا۔ اس وقت وہ پیغام ایک دیوانے کی بات لگتی تھی۔ مگر دیوانے نے اپنی بات مکمل کر ڈالی لیکن خود......آہ منوں مٹی تلے سو گیا۔

یوں وہ رہا ظلمت سے دست و گریباں یارو
اس سے لرزاں تھے بہت شب کے نگہباں یارو
اس نے مانی نہ کبھی تیری شب سے شکست
دل اندھیروں میں رہا اس کا فروزاں یارو

اس کا آخری پیغام تھا کہ امریکہ صاحب بہادر آنے کیلئے تمہیں راہیں کھلی ملیں گی مگر واپسی کی راہیں مسدود ہو جائیں گی۔ آئے اپنی مرضی سے ہو، جاؤ گے ہماری مرضی سے۔ میرے امیرالمومنین نے اپنے الفاظ سچ ثابت کر دکھائے۔ مگر ان کے جانے کے بعد ایک خلا پیدا ہو گیا۔ جس کا بھرنا خال خال نظر آتا ہے۔

کچھ عجب نغمے تیرے ساز و خطابت سے سنے
کب سنی ویسی صدا ویسی نوا تیرے بعد

آپ کے تذکرے سے میرا قلم، میرا دل و دماغ میرے اردگرد کا ماحول معطر ہو جاتا ہے۔ مایوسی کی زندگی میں امید کا دیا نظر آجاتا ہے۔ لکھنے کی بہت سی باتیں ذہن میں آرہی ہیں۔ یہ خصوصی شمارہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے انہی کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نے بھی کوشش کی تھی کہ ان پر کچھ لکھ سکوں، مگر جذبات کے دریا نے رخ موڑ دیا۔ میں ان کی زندگی کے بارے میں آپ کو متعارف نہ کروا سکا۔ اس لئے دلی طور پر معذرت۔ انشاء اللہ پھر کبھی اس عظیم رہبر کی زندگی پر قلم اٹھانے کا موقع ملا تو ضرور ان کے کارنامے آپ حضرات کے سامنے پیش کروں گا۔ تنگی دامن کی وجہ سے آج کی مجلس کو سمیٹتے ہیں۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین۔ اس شعر کیساتھ مجلس اختتام کرتے ہیں۔

ہوائے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن
عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن
اک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
اس کے سینوں میں نغموں کا طلاطم اب تک

☆......☆......☆

سعد جلیل

ماہنامہ ''المرابطون'' کا خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے، امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشے ہنستے مسکراتے دعوت علم و جہاد دے رہے ہیں، صفہ کے چبوترے سے لے کر دار العلوم دیوبند تک، مدارس دینیہ کا بنیادی مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہی رہا ہے، اسی جذبے نے ملا عمرؒ کو طالب علم سے امیر المجاہدین اور پھر امیر المومنین کی خلعت سے نوازا، آج بھی حضرات طلبائے کرام کو علمی مضبوطی کے ساتھ ساتھ جہادی ولولوں سے سرشار رکھنے کے لئے شعبہ المرابطون کا قافلہ رواں دواں ہے، المرابطون بھی درحقیقت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی اسی تڑپ کا نتیجہ ہے جس تڑپ کو لے کر وہ مدرسہ سے اٹھے اور اپنے ہم عصر طلباء ساتھیوں کو جا کر نظریہ جہاد دیا اور میدانِ عمل میں لے آئے اور دنیا آج ان طلباء کے لشکر کو طالبان ہی کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔

شعبہ ''المرابطون'' امیر المجاہدین مولانا مسعود ازہر حفظہم اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں علمی اور جہادی راہ پر گامزن ہے، مرکزی ناظم مولانا خادم قاسمی صاحب ہیں، الحمد للہ! ایک منظم ترتیب کے ساتھ بہترین ثمرات حاصل ہو رہے ہیں۔

کام کا طریقہ کار:

مرکزی ناظم مولانا خادم قاسمی صاحب نے ماتحت ملک کو تین صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) پنجاب اور آزاد کشمیر کے منتظم مولانا جمال الدین صاحب ہیں۔

(۲) خیبر پختونخواہ اور شمالی علاقہ جات کے منتظم مولانا کلیم اللہ سیف صاحب ہیں۔

(۳) سندھ اور بلوچستان کے منتظم مولانا عامر صاحب ہیں۔

مرکزی ناظم مہینے میں ایک بار صوبائی منتظمین کا اجلاس بلاتے ہیں اور صوبائی منتظمین بھی اپنے ماتحت ڈویژن منتظمین سے ماہانہ سطح پر اجلاس کرتے ہیں جبکہ ڈویژن منتظمین کی 18 تشکیلات ہیں، یہ حضرات مدارس میں طلباء سے نشستیں کرتے ہیں، ان تمام اجلاسات اور نشستوں میں سابقہ کام کا جائزہ لیا جاتا ہے اور آئندہ کے لئے اہداف مقرر کئے جاتے ہیں، طلباء کو جہاد اور جماعت کے ساتھ جوڑنا، ان کا نظریہ جہاد مضبوط کرنا، ان کی علمی، فکری اور جسمانی تربیت کی طرف توجہ دینا اور اس کیلئے تحریر وتقریر کے مقابلوں کا انعقاد ماہانہ المرابطون کا اجراء، طلباء اجتماعات، دورۂ صحافت اور تربیت وغیرہ کا ایک زبردست نظام العمل موجود ہے۔

نیز طلباء کرام کی علمی ترقی بھی شعبہ کے اولین اور بنیادی مقاصد میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ مختلف بڑے مدارس میں المرابطون کے پوزیشن ہولڈرز طلباء موجود ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے، آیئے شعبہ المرابطون کے کام پر ایک اچٹتی نگاہ دوڑاتے ہیں۔

تقریری مقابلے :

تقریری مقابلوں سے بولنے کا ڈھنگ بھی آتا ہے اور امیر المجاہدین کی گہری نگاہ سے منتخب شدہ موضوعات پر تقریر کرنے اور سننے سے نظریہ جہاد مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ "المرابطون" کی ابتداء سے اب تک 129 تقریری مقابلے، مختلف جہادی موضوعات پر رکھے گئے جن میں 3350 کے قریب خطباء نے تقاریر کیں۔ اس سال کے تقریری مقابلوں کی نوعیت کچھ یوں رہی۔

☆......پنجاب میں 6 مقابلے......خطیب 120...... شرکاء 3230

☆......سندھ بلوچستان مقابلے 6......خطیب 66...... شرکاء 1450

☆......خیبر پختونخواہ مقابلے 5......خطیب 82...... شرکاء 8600

☆......پاکستان فائنل مرکز شریف مقابلے......خطیب 37...... شرکاء 2500

مجموعی تعداد	18	305	15780

سالانہ فائنل تقریری مقابلے میں پوزیشن لینے والے خوش قسمت طلباء کرام کے نام

اول: عطاء اللہ......مدرسہ مرکز الجمیل الاسلامی

دوم: محمد حذیفہ......جامعۃ الصابر، بہاولپور

سوم: ولی حسن......جامعۃ الصابر، بہاولپور

سوم: عمر فاروق......مدرسہ تعلیم القرآن، جابہ بالاکوٹ

☆......☆......☆

اس ماہ درج ذیل عنوانات پر بیانات ہوئے۔

☆تفسیر سورۃ الانشراح : حضرت اقدس مولانا طلحہ السیف صاحب مدظلہ

☆تفسیر سورہ التین : حضرت اقدس مولانا طلحہ السیف صاحب مدظلہ

☆ورثۃ الانبیاء کی ذمہ داری: حضرت اقدس مولانا طلحہ السیف صاحب مدظلہ

☆تفسیر سورہ العصر : حضرت اقدس مولانا مدثر جمال تونسوی صاحب مدظلہ

درج ذیل مہمان حضرات مرکز شریف میں تشریف لائے۔

☆مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب مدظلہ:

(ناظم وفاق المدارس جنوبی پنجاب)

☆اسی طرح مرکز شریف میں ہونے والے فائنل تقریری مقابلے میں بطور منصفین درج ذیل حضرات تشریف لائے۔

☆مفتی مظہر اسعدی صاحب مدظلہ

(مسئول وفاق المدارس بہاولپور و مدیر اسعد بن زرارہ بہاولپور)

☆حضرت اقدس مولانا خالد محمود صاحب مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ قادریہ حنفیہ ملتان)

☆حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

(ناظم باب العلوم کہروڑ پکا)

فائنل تقریری مقابلہ اور طلبہ اجتماع مرکز شریف میں بڑے عمدہ نظم و نسق سے پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جس میں کئی فرزندان توحید و تشنگان علوم، دعوت جہاد سے آشنا ہو کر اپنے اپنے عزائم کی تجدید کر کے واپس ہوئے۔

☆دورۂ تربیہ میں اس ماہ مولانا ابو جندل شفیق صاحب مدظلہ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی کئی عوام نے اس نظام سے اپنے مقصد حیات کو پہچان کر اپنانے کے ارادے کیے۔

اللہ تعالیٰ جماعت، مجاہدین اور جملہ مہمات کو اپنی رحمت کے زیر سایہ مکمل فرمائے (آمین)